

۸۴۰۸۱

یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آلاتِ طرہ ناچیز سے دریا تیرا

قطرہ قطرہ سر سے اُس کا ہی دریا تیرا

بخودی! دیر سے گناہوں میں ستا تیرا

اصل میں کوئی نہیں جو نہیں بند تیرا

کھیل قدرت کا ہی۔ یہ خاک کا پتلا تیرا

لاکھ پردوں میں بھی ملتا نہیں پردہ تیرا

پاگے قرب مگر بھید نہ پایا تیرا

آفتاب ایک چمکتا ہوا ذرہ تیرا

پتلیاں دیکھنے پائیں نہ تھا شام تیرا

طو پر کچھ نہیں موقوف تجھے تیرا

زولے اور آذرہ بے قدر کو جلوہ تیرا

جو ترسے درد سے رقت تیرے تری تیرا

تو کب آئیگی اوھر کب یہ خودی چائیگی

یوں کوئی بندہ فرماں نہ کہ ہوتا فرماں

ہیں بشر میں تری قدرت کے مناظر لاکھوں

کون سا پردہ تو جس میں کوئی ڈھونڈ سکا

لب تری کندہ کو پہنچے ترے پہنچے بندے

یہ کہتے ہو ذرے تو ہیں کس گنتی میں

پھر گش پیلے ہی۔ چہ نسبت وصال پہنچا

ہو تقدیر میں۔ تو آجائے نظر گھر بیٹھے

روز بکھلتا ہی کوئی تازہ شگوفہ	رہ پڑتی ہیں پکس کر تراکھ کلیاں
نور کو دیکھ کے ہو جائیگا دھوکا تیر	چشمِ وحدت پہ غلط ہیں جو کہے ناکر نور
سیری گردن میں اطاعت کا ہر شستہ	ای رنگ جاں قریب، اتوں جاں کے مالک

کوئی تیرا نہ ہو دنیا میں تو کیا غم حافظ

جب ہی اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے

جبر پڑے نہ ہو	سب سے سابقہ قد ہی سرورِ عالمِ آج
تھا نام دوسرا امر سے غفلت کے خواب	پیری میں حل ہوا ہی معاشِ آج کا
تختہ کھلا ہوا ہی جن میں گلاب کا	عشقِ بد حضور کے سینے میں نہ نہیں
تختہ تک بھرا ہوا ہی بیشیہ گلاب کا	دل میں تصورِ عرقِ روم سے پاک ہی
غش میں نہ دیکھیے مجھے جیسا گلاب کا	کائی ہے آپ ہی کے پسینے کی ایک لہند
لبریز ہو چکا تھا پیالہ شراب کا	پڑتی ہے دھڑکیں میں تو زواحتساب کی
عالم نہ پوچھو اونکے رخ بنے نقاب کا	تجلیح میں تو پردہ حیرت پڑا ہوا
خواب تو چور چور ہی شیشہ شراب کا	اب ہو شرابِ شیشہ کے نشے میں چور کن
رندوں کے حق میں لطف ہی کچھنا شراب کا	محبوب اگر کھینچے تو مخمور کی موت ہی
دایں تر کے ساتھ ہی دفترِ حساب کا	ہر چشمِ انگبار تر سے ہاتھ آبرو

<p> قلب کے ماتھ صاحب و کتاب ہی افسے سے تنگ بھی نہ ٹایگا اور فلک ابروں کے قصر بدن کو گھلا دیا اور کیا نرے سے کیجے کو سوزِ عشق بحر و فوارِ نیک سے خالی نہیں ہوگا ہر نام حق ہی عالم اکان مایکون زلفوں کو آپ کھرکے آجائیں شرمیں کہتا ہی مرغِ قبلہ غائب سے یہ دل مرا </p>	<p> امیدوار ہوں کرم عیب اب نہ آ یا متھاس طرف کو پھیر تو دیکھ انتاب کا بارش ہوئی تو پٹھ گیا گھر حباب کا پیدا ہوا جو دروغِ نیک تھا کتاب کا ہو کس طرح گزری آنکھوں میں نوبت کا اُمی خطاب صاحبِ ام کتاب کا سلجھا و سہل ہی مرے اوچھے حساب کا خاکا اوڑا لیا ہی مرے اضطراب کا </p>
---	---

حافظ خدا کے گھر سے چلا ہند کی طرف

اللہ حافظ ایسے خدائی خراب کا

<p> دل کس لیے اللہ کے محبوب پر آ یا طیب میں نہ دیوانہ پر بہتہ نظر آ یا بکھے بھی تو بکھے ترے در سے ہیں نام اپنے بھی پر اسے بھی سمجھی ہو تے ہیں سب کے تھا عہدِ خلافت بھی عجب عہدِ مبارک </p>	<p> دیوانے کا کیا پوچھنا - آیا جدھر آ یا پہننے ہوئے پیرا ہن گردِ سفر آ یا کچھ کام نہ نکلا کوئی مطلب نہ ہر آ یا کام آئے کو پوچھو تو نہ اپنا نہ پر آ یا اوس عہد میں سب خوش تھے رعایا و سر آ یا </p>
--	---

آیا بھی دعاؤں میں تو اولٹا اثر آیا	تھی بے اثری پھر بھی مرے حق میں غنیمت
ای دل مرے آنے سے بھی تو ہنستہ آیا	گر ٹہر کے اب اس بزم تک آیا میں زندہ
گھر بچکر آیا کوئی سر بچکر آیا	تھا زائروں کو تیری زیارت کا یہ سودا
کچھ دیر میں بند تو سب کچھ نظر آیا	آنکھیں جو کھلی تھیں تو ٹھکتی تھیں نگاہیں
طیبہ سے میں یوں بیکس و شوریدہ سفر آیا	ٹوپی بھی نہ تھی ساتھ کہ کچھ مشورہ کرتا
بچنے کو سرِ شام چراغِ سحر آیا	پیری میں پہنچکر دم افطار کھونٹا
شہرگ ادھی تخفیم کو جب ہنستہ آیا	خارہ رہ محبوب کا اتنا تو ادب ہو
کانٹوں نے جو چھڑا تھا وہ تھا ہنستہ آیا	پوچھا جو مزاج ماہلوں کا ٹوٹ گیا دل

آنکھوں میں تو اثر رہ طیبہ کی ٹپری خاک

دل میں کبھی حافظ نہ غبارِ سفر آیا

وہ درد اٹھا دل میں کہ منہ کو جگر آیا	بدستہ تری چو کھٹ کا مجھے یاد اگر آیا
اللہ میں جاتا تھا کہاں کو کہ ہر آیا	حیرت میں پڑا آپ سے باہر اگر آیا
اب محنتِ دل آیا کوئی لذتِ جگر آیا	سرکار! ابھی تک تو بھورونی میں آنکھیں
جب چوٹ اٹھ آئی تو دل کیوں نہ بھرا آیا	اب تک پروپی ضبط وہی درد چھپانا
اللہ کرے غش کا بھلا۔ وقت پیر آیا	جب اونکے قدم پر میں گرا سموت نہ آئی

پیری نے مجھے خواب جوانی سے بگایا	میں ہر شے میں آیا بھی تو دستِ سحر آیا
جب بندھیں آنکھیں بھی تصویریں تو دل پر	نقشہ کسی روئے کا کدھر سے اوتر آیا
روٹھتے آنکھوں کو جو پانی اوتر آتا	اب روتے ہیں آنکھوں کو - نہ جو جلتے تر آیا
ضبطِ دہن زخم نہ ٹوٹیکا نمک سے	اُن بھی نہ کر گیا یہ اگر بات پر آیا
مجھ چاہیے الطافِ خفیتہ کی صفت کو	غچہ ابھی بستہ تھا کہ مٹھی میں نہ آیا

حافظیوں ہی نگ بند یوں میں عمر کوئی
سیکھانہ کوئی علم نہ کوئی بہنر آیا

مستاق کو جب دور سے رؤفہ نظر آیا	ہاتھوں دلِ مٹیاب اوچھلتا نظر آیا
ٹنچ آپ کا قرآن سراپا نظر آیا	سورہ نظر آیا کہیں آیہ نظر آیا
تھی جبکی تجلی او سے دیکھ آئے ہیں سولے	موسے کو تجلی کے سوا کیا نظر آیا
بچے جو تماشا گہ دیدار سے باہر	آنکھوں کے تلے ہم کو اندھیرا نظر آیا
خلوت بھی ہے - بے پردہ ہی دیدارِ خدا بھی	منظور کو جو مد نظر تھا - نظر آیا
تو اویلاک الموت! لرزتا تھا میں جس سے	وہ آئے تو رحمت کا فرشتہ نظر آیا
کانوں نے فقط اسمِ مبارک ہی سنا تھا	آنکھوں کی یہ قسمت کہ مٹے نظر آیا
اکثر ہیں گھر بیٹھے ہو سے رفتنِ دل	طیبہ نظر آیا کبھی بطحا نظر آیا

یارب دلِ زاکر نظر بدستِ رہے دور	جو جمع تن بایں بھی تنہا نظر آیا
ہو قابلِ دیدِ انجنِ ناز میں سب کچھ	ہم کو تو وہی انجنِ آرا نظر آیا

دلِ خون ہوا عید کو اس فکر میں حافطاً

اک عید میں عیدین کا جدوہ نظر آیا

ابھی بیٹھا تھا ابھی پھولوں میں تل کر سہرا	ابھی ہنچا ابھی ، نوشاہ کے سر پر سہرا
تھا ازل سے ہماری لوحِ حیں میں لکھا	کہ رہیگا ترے نوشاہ کے سر پر سہرا
کیا گراں تھی رخِ نازک کی نزاکت کو شمیم	بنکے آیا ہر شے پھولوں کی چادر سہرا
نورِ حق ، نورِ نبی ، نورِ علی ، نورِ حسین	چارِ جب چاند لگیں تب ہو نور سہرا
استما کا تو ہر نیچا ، مگر اونچا ہی دماغ	لیسایں لینے لگا سر ترے چڑھ کر سہرا
پھول ، پھول ہی سنا نہیں ، اللہ ترے خوشی	کہیں جاے ہی سے ہو جا کہ باہر سہرا
کس فلکِ مرتبہ نوشاہ کا ہی عقیدِ نجات	عقیدِ پروین کا لیے ساتھ ہی جھومر سہرا
موتیوں کی نہ کی ہے ، نہ زر گل کی کمی	لیکے آیا ہر نیچا اور زرو گو ہر سہرا
خوب نوشاہ کے آئینہ رخ تک پہنچا	سچ تو یہ ہے کہ ہر قسمت کا سکندر سہرا
چلتے ہیں چشمِ سخنگو کے اشار گلیا کیا	باتیں کرتا نہ ہو کچھ پردے کے اندر سہرا
گرمی آتشِ خُش از دنا سنے دو	دیکھیں ، شاداب ہو ، یا خشک ہو ، یا تر سہرا

<p>ایک بہترین، بہتر سے ہی بہتر سہرا تب ہی ممکن، اگر سے طیار سخنور سہرا کہ ہو نواشاہ کے سر سے کے برابر سہرا</p>	<p>کلی خصار کو نوشہ کے پہنچنے کا نہیں تار بندہ جاے مضامین کے چھوٹا لگا شکر کتنے ہی نکل آئیں مگر کیا ممکن</p>
<p>مصرع طرح کو مقطع نہ بنا دو حافظ ای جاں بخت مبارک تر سے سر پر سہرا</p>	
<p>پھول کا پھول ہی، زیور کا ہی زیور سہرا لیکے آیا ہی تر سے تر کے برابر سہرا کرنے صف خصار کو از بر سہرا ابھی رکھا ہی تھا کشتی میں لگا کر سہرا ساتھ لایا تھا زبردست مقدر سہرا بن گئے صبح کو باہم گلے مل کر سہرا پاول پڑنے کو چلا سر سے ٹک کر سہرا ہر گھون کا سر بن شدہ ہیں پر سہرا زیب دستار ہیں جس تار میں گندھار سہرا باتیں سننا ہی تری، کان لگا کر سہرا</p>	<p>نتو بھاری ہی نہ ہلکا تر سے صف پر سہرا ایک ڈورا بھی تر سے صف اور تار سے لکے پھول نازک ہیں، طبیعت میں تراکت ہی گل خیار کی خوشبو سے باغ اڑنے لگا اسکے بندھنے کو بھی نوشاہ کی پیشانی تھی باغ میں رات شگوفے جو کھیلے تھے تار سے ہر خوشامیں بھی پورا دید ملے شاید گل کو دعوے ہی کہ من نہ بہ دینی دارم اوسکا ڈورا تو ہماری رگ جاگ ہی رہا گوش گل نے سنے تھے، مگر اب دیکھ لیا</p>

کان میں پھونک رہا ہر کوئی آنچر سہرا	کہیں نوشاہ کی تھکلیج - نہ شوقی ہو جاے
آگے رکھیا قدم حد سے نہ باہر سہرا	چوم لینے دے ذرا پاؤں - یہ میرا ذمہ
ختم کرنا ہی یوہیں مجھ کو بلکہ سہرا	اب ہر نوشاہ کے حق میں بھی دعا کوئی فرود
دارد انیز دلبرت سائیں ہر سہرا	چہ نہ جانتا چہ جماعت چہ جناب دق

ایک حافظ کے سوا اور ہیں جتنے سہرے

ہر بڑے موتیوں میں تولنے کا ہر سہرا

ایک مشتبہ خاک تھا ہر اک قطرہ ناپاک تھا	حق نے کیا سے کیا بنایا مجھ کو میں کیا خاک تھا
ایک کلمہ تھا کہ چاروں رخس و خاشاک تھا	لفی نمی انبات تھا - دل ماسوے سے پاک تھا
ایک چھینٹے میں ہمارا دامن ترپاک تھا	ابر رحمت اتیرے فیضانِ کرم کی دیر تھی
یہ بڑا عیار تھا - گستاخ تھا - بیباک تھا	اک پتیلے کو جلا کر شمع کہتی ہے کھڑی
حسن تھا حیرت فزا - آئینہ حیرتناک تھا	حسن کا - دل حیرتی تھا حسن - دل کا حیرتی
وہ سر شوریدہ کس کا بستہ قراک تھا	کون پہچھے میرے بے پروا سکار سے یہ بات
صبر کا جامہ سیبے جانے سے پہلے چاک تھا	سوزنِ شرکان و تارِ اشک پر الزام کیا
دھوٹے دھاتے تھے ، سب سے نامہ ہارا پاک تھا	رکھ لی اشکِ شرم نے تر دامنوں کی آبرو
دل سلگ کر ایک انگارہ تھا - جل کر خاک تھا	آتش الفت کا سینے میں بھرنے والا تھا

اس سترگ سے دیکھ کر مجھے ہنسنے لگا کہ
 روزوں کی سیدہ تختہ میں کچھ تھی
 کس خطاب پر دور چھٹکا چھٹکا ایسا بارش
 کس سے تھا پیرا خطاب انت گزرا ٹھنڈا
 کیا کروں، سر کریں نہ پٹیوں، ہی کچی کچی
 اونکا دروازہ کھلا سو اور پیرا بارش
 گھر سے دیکھ کر جب دیکھا کہ سترگی
 اس کفن پر پہلا ہوا، کیا چھٹا تھا
 طور سے دیکھی تھی، دور سے پہنچ گیا
 کھائیں راہ محروقتی، ہر قدم پر ٹھوکر
 بیچنے والوں کی تسبیحیں بنادیں میرا

مسکینہ شہزادہ ہار ہار روتی ہوئی تھی
 رونے کی بجائے ہاتھ اٹھ کر چاک تھا
 مٹ کے ہیں اونگی گلی میں ایک مٹی کا
 کون مصداقِ حدیث قدسی اولاد کا تھا
 میرا تھا اور اون کا، انسان پاک تھا
 اور کچھ دیر سے کلیجے پر تھا، ایک کتا
 اون کے گھر کا تھا، بوند سے دیکھا تھا
 قدیم یہ دیکھ کر، اس کیسے ترس گیا
 میرے دل میں کچھ نہ دیکھا اور دیکھا
 تھا لڑنا کانپتا، جو شہزادہ ایک تھا
 کیا ستم چھپر گیا، میں کس گلی کی تھا

تو جھوٹا ہے یہ کچھ چھپے منکر تیرے

اس سے کیا دیکھیں، یہ طرح ہر حال کا تھا

لطیف تو اس کا کیا، پہنچ کر اس کا

شعلی کہاں کیا، وہ یہ تو اس کا

یہ تو اس کا، یہ تو اس کا

ہاں تو اس کا، یہ تو اس کا

سنگ خواب ماکینہ چپ چلے فرشتے	نکلا ہمارا مرد حاضر خواب کیسا
کیا حرم تھی محبت جس کی سزا فرقت	ہو تا ہی اور یارب! کوئی غدا کیسا
اچھا ہوں یا بُرا ہوں - تیرا تو شہید ہوں	ای جیسا ب رحمت انجیر سے حساب کیسا
کاشکے کھڑے ہو سکتا ہوں باز میں صغیریں دور ہیں	دیوانہ نہ بنی کا ہی رعب داب کیسا
دم بھر کی زندگی پر سر میں ہوا بھری ہی	پھر تا ہی سرا جھائے تو ای حساب کیسا
مجھ بھر کر اوکو کو خود دیکھ کر بتا دے	ہی داغ دل ہمارا ای آفتاب کیسا
جاہ و جلال واسے اس میں و جلالے	تجھ پر حساب کیسا - مجھ سے خواب کیسا
لہرا ہے ہر رشتہ کھل کر کسی کے گیسو	ہی دل میں بیٹھے بیٹھے یہ پیچ و تاب کیسا
نزل سچ کی حق - چو نزل آفتاب کا	جولاسکاں میں جا کر ہو بار یاب کیسا
سوئے نصیب ہی کو صورت ذرا دکھا دو	جس خواب میں تم آؤ - ہو گا وہ خواب کیسا
اوصاف سے تن میں ال تو قدرت کا انتخاب ہی	اک نقطہ سویرا ہی انتخاب کیسا
جہیز نہیں چھپا - صورت نہیں دکھاتے	کیسی آفر و نمانی ماؤں پر خواب کیسا

آرا و پھر رہا تو رند خراب کیسا

حمید و حامد و محمود مصطفیٰ بھی دیا

نور و نور و نور و نور و نور و نور دیا

جلا کے حق نے ثروت اپنی دید کا بھی دیا
 صبا! ہمارے ولیفئے تھے سب جواب طلب
 جزا سزا۔ جو بد و نیک کی۔ مقرر کی
 مکان دکون۔ گھر و دھاتھا۔ کھیل قدرت کا
 غرض یہ تھی کہ نہ ہو شوقِ ناتمام۔ تمام
 اسی لیے تو بسا یا تھا خاک کا پستلا
 نہیں کلیم! کلام اب تلون ترائی میں
 کسی کی راہگز۔ چشم شوق کے پردے
 کسی کو۔ موت ہی کے انتظار میں رکھا
 دوا کا شکر کروں اب۔ کہ درد کا شکوہ
 ہمارے دل میں خوشی کس طرح قدم رکھتی
 بتا دو دردِ جگر! ہم نے کیا بگاڑا تھا
 ہزار درد کے نئے بھرے ہیں سینے میں
 تمہارے دردِ محبت کے جانیئے صدقے
 ادا تو دیکھیے ماسک چھپے ہو بھی سے

پھر اپنا دیکھنے والا نہیں دکھا بھی دیا
 کسی ولیفئے کا تو نے جواب لای بھی دیا
 خدا نے عقل بھی دی۔ نیک و بد بتا بھی دیا
 اوھر خدا نے بنایا۔ اوھر مٹا بھی دیا
 کسی نے پردہ اٹھا بھی دیا۔ گرا بھی دیا
 کہ خور مٹا بھی دیا۔ خاک میں ملا بھی دیا
 کیا تھا حق نے جو ارشاد۔ وہ دکھا بھی دیا
 انہیں کو کھول لیا۔ کھول کر کچھا بھی دیا
 کسی کو۔ موت بھی دی۔ رتبہ بٹھا بھی دیا
 دوا بھی درد کی دی۔ دردِ لادوا بھی دیا
 ہجوم غم نے کہیں اوس کو راستا بھی دیا
 کہ تو نے اٹھکے اٹھا بھی دیا۔ گرا بھی دیا
 ہوا نہ ضبط۔ تو نہ کوئی سنا بھی دیا
 کہ اوس نے ساتھ ہارا بھی۔ جان کا بھی دیا
 یجسم دیجہو نہ سنا بھی دیا

مشاعر میں بیک ایک ہم آگے حافظ

روا روی میں جو کچھ کہہ لیا۔ سنا بھی دیا

گرد بیت اللہ پھر ناجب بھی یاد آگیا
دل کے آئینے میں یہ کس کا تصور آگیا
دم کسی کے ذکرِ غفی سے مزہ کیا پاگیا
ہم تھے بہوشی تھی کچھ شہرہ جود تھی تکلیف
اور نہ لاش در تیرہ۔ پھر میں دونوں ہیں ایک
آج اگر تکلیف ہے۔ کل دوسری تکلیف ہے
یہ مزہ کے کاغذ جیسے ہم عمر بھر کھایا کیے
خفیہ دل اور پھر خوف ورجا کا سامنا
حشر میں فردِ عمل پاکر مجھے کہنا پڑا
ہندیں رتیں دہنی کی۔ کریں کیا کر کے یاد
کیا کروں، آنکھوں میں پھرتے ہیں جو کچھ
کیا کروں، کہ بخت دل تیرے کے میں نہیں
سخت جانی یا بھول یا کہیے پاس الفاس کا

ہم کو چکر آگیا۔ گھر بیٹھے سر جکڑا گیا
آپ دیکھی اپنی صورت۔ آپ ہی شکر گیا
وچ میں سینے سے لب تک بار بار آیا گیا
ہوش سے پوچھے کوئی، کہ بخت تو کیوں آگیا
دھوپ جب نکلی تو دل پر ابر غم کا چھا گیا
آج کل کس برج میں میرا ستارہ آگیا
یہ مزہ دیکھو، وہ غم ہم کو مرے سے کھا گیا
بات کرتے مسکرایا۔ بات میں مڑ جھا گیا
حق ہے۔ جو میرا دکھا تھا۔ میرے آگے آگیا
چاندنی چھٹکی تو آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
جی نہیں لگتا کہیں، دریا گیا۔ صبر آگیا
ماتے میں کہ بخت کیوں دل کے کہے میں آگیا
خود گھر گھر نہا۔ جو دم کے ہاتھ سے تنگ آگیا

شمع سے نکلی نرم میں اک چرخ یہ کستی ہوئی
 بھیجے تھوڑی سی دشت ہی کچل بھر دیا
 وہ نہارت کا عرق تھا پالینا سرت کا

کوئی جلوہ دل میں آیا - دیو کو چیمہ لگیا
اب توبہ تیر پڑے اللہ ہی لوگ لگیا
سیکسی میں مجھ کو سر سے پاؤں تک نہ لگیا

آج ہماری بات کو دیکھنا شکر کو یاد دلاتی ہے

نبی کے عشق میں سرسبز ہو کر تھا ہم کو مرجانا
 کسی تیرنگہ کو چلتے چلتے کاغذ کر جانا
 کسی تیرنگہ سے بس ہی ہو اتنا میری
 سمجھ سے تو زوں تر ہو چوین سمجھا تو بھجا
 کوئی رہ چکا تھہکتا کوئی رہ جاؤں تھکا
 اونھیں ہر امنی کی فکر ہو یہاں مختصر میں
 وہ اگر چلے لیکن خیال زون کا نہیں جاتا
 بتائیں کیا لگی کسی کی تیر گھر گھر کی کوئی
 محبت میں نہ رہتی ہو رسم وادہ و پرودہ

نہاں چہ چہ کو کہی جانے - نہاں چہ چہ کو کہی جانے
 اور چہ چہ چہ چہ - کہم کو اپنے چہ چہ چہ چہ
 چہ چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 مری دانش چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 کسی کی ایک چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 اور چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 وہ چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 چہ چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 چہ چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ
 چہ چہ چہ چہ چہ چہ - چہ چہ چہ چہ چہ چہ

تجربہ کو دے چکا ہوں دل تھیں تو دل کے مالک	نکھار ہی تو ہے جس کو پرایا تم نے گھر جانا
تجربہ سے جو تندرست کا بس اللہ والی ہے	دعا کو اک دو اچانا - دوا کو بے اثر جانا
برائے بے باقی ہے - لکھا چھوٹا ہوا میرا	مجھے بھی پیسے اپنے ساتھ میرے نام پر جانا
تیرے روپہ تیرے کیوں ال تھوے میری سستی پر	یہ وہ نشہ نہیں ہے جس کو آتا ہوا تو جانا

دلِ عافط اگر زخموں سے بھر جائے تو بھر جائے	
مگر جی کا نہیں ممکن کبھی زخموں سے بھر جانا	

کیا وصف لکھوں روئے مجھ پر خدا کا	خود اس اوسے کا ہے اوڑیا ہوا خدا کا
شاہِ دوسرا کون - وہ کونین کے مالک	کونین یہ کس کا ہے - رسولِ دوسرا کا
مقید میں تکیرین سے کہتا ہے تو یہ ہے	بزدل میں نبی کا ہوں - میں بزدل ہوں خدا کا
ہر عقد سے میں کیوں متکبِ شرک ہو نجدی	ہے شرک موجد کو اگر حسرتِ ندا کا
دیرِ اریخدا کا جیسے انکار ہو دل سے	اوس کو ہو قیامت میں نہ دیدار خدا کا
اڑ جاتے نصیب، آنکھ میں روشنی سے لڑاؤں	بدنام ہوں - دنیا مجھے کہتی ہے لڑا کا
جب صلِ علی - منہ سے لیا نام مبارک	اک شور ہوا صلِ علی صلِ علی کا
وہ بدد - چہ شمسِ فتنے کون - وہی ہیں	شبِ بدد و چلے گی ہے - تو دنِ شمسِ فتنے کا
جاتی تو ہوا تھی ہوئی روئے کی طرف کو	لے جاتے مجھے ساتھ - تو احسانِ صبا کا

تروانی اپنی - صفت محشر میں چھپاؤں	دامن جو مر سے ہاتھ میں ہو آبل عبا کا
امت کو ہر دامن کی کھلی ایک بھی کافی	ہو سنے کو بڑا گھیر کر موسے کی عبا کا
رنگ آپکا - روپ آپکا کا اوس میں بھرا ہے	جب صنعت خالق نے بنایا کوئی خاک کا
پتھر میں ای صدف - دسے کوئی کہیں	پتھر کے تیلے دسے دسے رات و دن کا

نام اوس کا دم گہ ہو ورنہ جان بچاؤ	
جو نفس نبی کا ہے - جو تمام خسدا کا	

سہا سہا ہرگز نہ کہہ دے	سہا سہا ہرگز نہ کہہ دے
میں پیچھے نہ گیا ہوں، چاہا نہیں دوڑنا	مجھے منزل ہی پوری - قافلے - بانوں کو چاہیہا
آئی! تو فنی ہے - تو وہ فنی - تو وہ محلی ہے	کہ دانا کو دیا دینا - تو شگاہ کو دیا لینا
اوتھیں آنا ہی سہی دسے - دعاؤں سے بھرنا	خطا کاران امت کی خطا میں بخشہ ایسا
کوئی ٹھوکر ہو - یا خون جگر ہو - ختم ہو - غصہ ہو	تھکاری وید کے جھوٹے کو چول جاسے - کھالینا
جو تم پر جان دیتے ہیں مادہ میں بننا جیسے سے	دعا جب مانگنا تو زندگی سے ہاتھ بٹھا دینا
رہے باقی نہ اوتھنے بیٹھے کی بھیجیں جیلاقت	آئی! اوس سے پہلے مجھ کو دنیا سے اوتھنا لینا
کشاوہ دل ہو چاک بجز کچھ اور بھی بڑھا	مریض غم کو ہی بھر کر چھوٹے کی ہوا لینا
نکیریں آئیں مرقد میں، کچھ کہتے نہیں بتی	ذرا موسے! اٹھیں اگر مری بگڑتی بنالینا

<p>ہمارے نام کا فرعون جو سنگے وہ اٹکھا لینا دیا جو حسن دل کو دکھ، اوی سے ہو دیا لینا بکچوری - دل تباب سے بولا پڑا لینا انھیں شکل نہیں کچھ بھی بلاؤ سب پالینا</p>	<p>مقدار ہے سہری سیانی چو نہ نالافی کیا بسکے ہر پارہ کا مہر و چاہ نہ ماہر سناں نہ چاہ نہ بکچوری - ہمارے سے مار ہر شے کیا لایا ہے میرے دل کا نام ہر پور</p>
<p>تیرے دینے پر نہ جانیں حشر میں غلط حساب اپنا ہی کچھ معلوم کیا دیا ہے کیا لینا</p>	
<p>ہر خموشی کا بھی آخر کبھی چسپا ہونا جاؤں مہرا کو تو صحرانہ پڑے کیا ہونا خون کا حشر میں بیکار ہو دعواسے ہونا ہر مہر سے سر میں ہنچکر کبھی سودا ہونا کیا نامہ کے ہر باقی بھی سدا ہونا حق پر میرے چھریا چھریا کیا پانا ہونا نقش پاؤں تیرے چشم نہنا ہونا اون کی بے پردگی حسن کو پردہ ہونا خود مری جامہ مری کو مرا پردہ ہونا</p>	<p>بیزاری سے بھی لڈنا نہیں سودا ہونا پھوڑوں گے تو گھر کو پست ہو ہونا خون لگی ہے میں تھا عشق نے جو کشتہ کیا جو مہر پاد میں پتھر ہے وہ پانچا خون خاک میں پھر پڑا ہے نہ سدا کی ہر مہر اور اس کو سکھایا کہ راج ان کا بھڑ پھر نہ کسی کا پیرا ہر کسی کی چو کہ با پردہ انھیں دیکھ سکے راز پوشیدہ نہ پھر ہر مہر ہنسی خیل</p>

ہاے وہ گوشت کا ٹکڑہ کہ بشر کا دل ہو	اور پھر دل ہی نہ ہونا۔ دل شیدا ہونا
نہی اور جگہ کیا کوئی ایسی نازک	درد کو تھا جگر دل ہی میں پیدا ہونا
گئے جاتے نہیں جو عشق میں جھیلے صدے	اور معلوم نہیں اور ہی کیا کیا ہونا
ایک دل اور ہجوم الم و حسرت و یاس	روز ہنگامہ تازہ کوئی برپا ہونا
گرد پھرنے لگے پروانے تو یہ ساز گھلا	اس لیے شمع کو تھا انجن آرا ہونا
نغمہ لغت چن میں جو کبھی سن پایا	بلبلیں سیکھ گئیں زمزمہ پیرا ہونا

تخلیہ چاہتی ہو فکر سخن ای حافظ
کیا کریں - ہم کو میسر نہیں تنہا ہونا

حالموں ہی پر نہیں اکرام لطف اللہ کا	عایوں پر بھی ہی لطف عام لطف اللہ کا
ہو رہیگا ایک دن لطف خدا سے کامیاب	کلمہ پڑھتے پڑھتے ہر ناکام لطف اللہ کا
مقبورہ آنکھوں کی ٹھنڈک - مقبرے میں ہر بجا	فرش راحت بستر آرام - لطف اللہ کا
پہرہ و لطف الہی سے نہ ہوں کیوں تارا دن	رکھتے ہیں در و زبیل جو نام لطف اللہ کا
پارہچے ہیں لذتِ حلال - لذتِ کام و زبیاں	نام لیا سے رہے ہیں نام لطف اللہ کا
کوئی ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ - واہ کشتانِ حلال	لطف کرنا ایک اور سے کام لطف اللہ کا
مہر و مرہ کا۔ بے سبب کب ہی۔ ٹھنڈا۔ ڈوبنا	کرتے ہیں لذتِ حلال و زبیاں لطف اللہ کا

فیض روحانی اور دوسرے۔ لطف روحانی اور	ہر مریدوں پر توجہ کام لطف اللہ کا
نام پرک کا کیا۔ منظور تھا حج کا سفر	تھیں کفن کی چادر میں احرام لطف اللہ کا
لطف جان۔ لطف زبان۔ لطف تصور۔ لطف ذکر	دسے راہ لطف کیا کیا۔ نام لطف اللہ کا

نام لطف اللہ کا محفوظ! لکھا ہر شہر میں

لطف سے خالی نہ پایا نام لطف اللہ کا

اچھے اچھوں سے تری آنکھ کا بیجا اچھا	امید پیار سے گیسو کا گرفتار اچھا
اور بازاروں سے ہر حشر کا بانا اچھا	اور بازار میں عسیدوں کا خیر بد اچھا
ہر جو منظور نہ ہو جا سے نہ بیمار اچھا	بہت اچھا بہت اچھا مرے سرکار اچھا
پھوٹی کوڑی کو تو منگے ہیں کوئی مفت نہ	ہم سے ناکاہ غلاموں کا خیر بد اچھا
اہل حشر جیسے دیوانہ ترا جان گئے	وہی سودا زده رسوا سر بازار اچھا
رفیہ بازار سنا کرتے تھے ہم ٹھوس ہنر	گرم اوس کو چپے میں ہر روز کا بازار اچھا
ہم سے ننگوں کو جولی جاکو بہت ہر بیفت	خاک کا فرش۔ ترسا یہ دیوار اچھا
حشر کے روز جو منہ آپ کی رحمت کا تکے	وہ سید ہنر سید نامہ سید کار اچھا
مجھ کو مخلوق برا کہتی ہر تنو بار کے	میں بُرا ہوں کہ بھلا۔ کہیں وہ اک بار اچھا
صفت حشر میں کہا رحمت حق ہے مجھ کو	کہ یہ بندہ ہر میرا۔ اس کا مددگار اچھا

<p>مست الفت کو دنیا کے میخوار اچھا پاؤں میں ٹوٹا کے رہ جائیں اگر خار اچھا پوچھتے رہتے ہیں جب تک ہوتا اچھا</p>	<p>یہ بھی اک رازِ نعل ہے کہ چربی ہیں نکھیں آکے مچھراے عوب سے میں بنا لوں ہلکیں اون کے بیمار کا اچھا ہی نہ ہونا بہتر</p>
<p>نورِ انسانی ہے جو سرکار میں پہنچا پسند شوقِ قاف کا نہیں کوئی بھی زہن را اچھا</p>	
<p>ہر عشقِ ازل سے حسنِ ازل کا رکھتی ہے رتبہ بیتِ الغزل کا اے بخودی یوں کر بوجھ ہلکا رو کے کھڑی ہے ناکا اہل کا توڑا ہوا ہے حسنِ علی کا جو آسرا تھا نعم البیدل کا دل کا چمن ہے گھر پھول پھل کا پہلو میں دل ہے پھوڑا بغل کا جب پاس بیٹھے - گھوٹا اخل کا دل ہے ہمارا یا نگ دو ہلکا</p>	<p>عاشق نہیں میں کچھ آج کل کا ہر بیتِ وصفِ بیتِ النبی کی جہروں کی گھڑی سر سے گراوے مارنے بھی دیگی اے سخت جانی میزانِ محشر کی تول سچی طیبہ سے آکر جنت میں ٹوٹا داغوں کی دولت گھر بیٹھے پائی درو دروں سے پرتی نہیں کل دشمن جو ہو دور اک تیر سمجھو شادی ہو یا غم دل میں ہیں تو ام</p>

آئسوگرے کب جب دل بھرا یا	لبریز ہو کر یہ جام چھلکا
اک دانت گرنا کھڑکی قضا کی	موسے سفیداک پیغام اجل کا
اونچی نظر ہر پتے پر اپنے	پلا ہی بھاری حسنِ عمل کا

رو دھو چکے ہم جی بھر کے حاقظ
دھونا ہی شکلِ فسرِ عمل کا

ہیں مومین ہوں بندہ ہوں مولا علی کا	ہی ایمان میرا تُو لائے علی کا
جو نامی ہیں سب مجھ کو پہچانتے ہیں	میں گن نام ہوں نام لیوا علی کا
علی جانتے ہیں نبی کے مراتب	نبی سے کوئی پوچھے زہد علی کا
حسن ہی کا حق تھا امامت کا منصب	مصلیٰ نے پایا مصیٰ علی کا
مبارک تجھے نفی و اثبات صوفی	یہاں ذکر ہی شغل ہی یا علی کا
عسلی میرا مولا علی میرا آقا	درم ناخسریہ ہوں بندہ علی کا
کسی اہل قبلہ سے ہم نے سنا ہی	مقامِ ولادت ہی کعبہ علی کا
یہ دارالولادت وہ دارالخلافت	ہی مکہ علی کا مدینہ علی کا
نبوت ولایت کا ہر فرق ورنہ	جو دادا نبی کا وہ دادا علی کا
نبی کا ہی بھائی - نبی کا ہی باندہ	لقب ہی ید اللہ کس کا علی کا

نہروست سب سے ہی خجہ علی کا	کہاں شیرھیواں کہاں شیرنیرواں
چلو پیاسو! ہنستا ہی دریا علی کا	ہی سیراب فیض ولایت سے عالم
لگاتے دو لغوہ مجھے یا علی کا	اگر شیرسن لے تو پتا ہو پانی

نہ پوچھو یہ حافظ سے کس کا ہی ہندہ	
علی کا علی کا علی کا علی کا	

شاو کام آیا تو کیا - ناشاد کام آیا تو کیا	پھر کے جتنا دن کے در سے یہ غلام آیا تو کیا
دیکھنے کے بعد حیرت کا مقام آیا تو کیا	دیکھیے - دیکھیں - دم دیدارِ عام آیا - تو کیا
جر نہ آیا تیرے در تک اس کا نام آیا تو کیا	غیر حاضر کا جو روئے پر سلام آیا تو کیا
میں ہوں بے مایہ تو کیا ہی - تو ہی بامایہ تو کیا	اوغنی! تو ہی غنی - میں ہوں غنی گر کا گدا
اب دم آخر اگر کوئی پیغام آیا تو کیا	وہ بس مجھ سے - میں حق - وصل ہو - یا چوصال
پھر ادھر سے کوئی پیغام و سلام آیا تو کیا	جان کو پیغام موت آیا ہی - کرنی ہی سلام
شرمت دیدار کا میں تشنہ کام آیا تو کیا	اپنی پیاسوں کے لیے تم نے لگا دی کج سیل
پیش و پس دل میں اگر وقت قیام آیا تو کیا	بے تامل - بے تردد - اوشیجے بزمِ پاک میں
کام جو تو نے کیا - تیرے ہی کام آیا تو کیا	کام کر بہرِ خدا - خلقِ خدا کے واسطے
صاف دو ٹوٹے ہوا ماہ تمام - آیا تو کیا	سب میں انگشتِ شہادت کے اشارے کشید

دل میں سوچو، غم کو کرنا سہل ہو۔ یا انتقام
 جب نہ دیکھو ہو چکے ایک ایک ناویہ شہید
 میں عباد کا رواں رفتہ ہوں، کیا چل سکوں
 چل تو دیکھ اسی سروا، اوس سرو غیر مال کی طرح
 تیرا سودائی۔ پکا تیرا خیالی ہی چلاو
 وہ ہیں سچ میں تو ان کا نام بھی پڑھیں ہو
 کوئی ٹھوکر ہی لگا دیتے۔ نہ کرتے پایاں
 چپ ہو تیرا نام لیا، دل میں تو ہو۔ تیری یاد
 ہو کے عاشق پہلے ہو بدنام۔ پھر گناہ ہو
 نام کی لذت سے۔ لب ہوئے نہ پا کا میاں
 پاؤں کی ٹھوکر بھی میرے سر سے سچ سچ کر چلی
 کھاتے پیتوں کو ہو فکر افطار و سحر
 سب تماشے دیکھنے پایا نہ ہر دم ناز کے
 منہ پر سے تکتے رہے۔ رہے میں ارباب نیاز
 جو نہ نہ کر چن میں ہو۔ نہ اہل سے تو پوچھو

غم کو سیکھو، غم کو سیکھو، انتقام آیا تو کیا
 خنجر اس پر کسی کا ہے نیم آیا تو کیا
 کارواں کا ناتواں غایم مقام آیا تو کیا
 یوں برا نام انازا، غلام آیا تو کر کیا
 اوس کے سر میں دل کا سونہا تھا آیا تو کیا
 کھل ہی جائیگا کس چشم میں اسلم آیا تو کیا
 دیکھ کر دل۔ ان کا انداز خرام۔ آیا تو کیا
 تو نہیں جب دل میں، لب پر تیرا نام آج تو کیا
 اوریوں فہرست میں خالی ہو نام آیا تو کیا
 ساتھ چکی کے دم مرگ۔ آیا تو کیا
 رحم صبر پایا اوتھیں وقت پر آیا تو کیا
 فاقہ مستور میں، آنکھ پر آیا تو کیا
 دل لعل میں شکر کس نے دیا آیا تو کیا
 اوس پر آیا تو کیا
 اوس پر آیا تو کیا

<p>ابتدا وہی - دم دیار عام - آیا تو کیا آئے والی دل کی ہر کیا روک تھام - آیا تو کیا</p>	<p>اٹل آتا - آخر تانا - بخش کو آتا تھا ضرور تم نے خود - پر وہ اٹھا کر - کر دیا بے اختیار</p>
<p>حکم ہو مری! کہ حافظ کو نہ روکیں پاسبان آستانے پر غلاموں کا غلام آیا تو کیا</p>	
<p>نشہ ابھی ہو جاے ہرن شک ختن کا دیوانے کو یارب نہ ملے تار کفن کا ہو دور وطن سے تو رہے پاس وطن کا بیل نے تو رستا بھی نہ دیکھا تھا چین کا جس پیر ہن تن سے چھنے تو رہن کا مر جاے تو محتاج نہ ہو گورو کفن کا روئے کی طرف نزع میں ڈھل جا جو منکا رکھا نہ لحد کا نہ گڑھے کا نہ کفن کا ای ہاتھ اٹھکا رہنے دے پردہ سترن کا وقفہ بھی نہ حیرت لے دیا چشم زدن کا سیج ہر کہ بھروسہ نہیں اعفاسے بدن کا</p>	<p>نافہ جو کہیں سو گھلے طیبہ کے ہرن کا چھوڑا نہ کوئی تار بھی پیرا ہن تن کا دل چھوڑے وطن میں جو چلا جا وطن سے بوگل کی گئی - جا کے لگا لالی کیں سے ہاتھ آے جو ہم کو تو ہم آنکھوں سے لگائیں مزنا تو وہ مرنا ہی جو مرنے سے ہو پہلے قبلے کی طرف پھر نہ دیں اپنے یگانے گرے نے گھلا کر مجھے اس درجہ مٹایا ای پاسے جنوں! کر نہ پھر کر مجھے رسوا سکتہ دم دیار ہوا آسکے در انداز رہیتے ہیں تھکے وقت جواب اپنے یگانے</p>

یہ خوش ہوں کہ مجھے میں سہا نہیں دیا
محتاج کو دیتی بھی نہ دی ہاتھ ہے جسٹھ
غم کس کی بلکہ ہو۔ بہا آئے کہ جا لے
کچھ بیکٹا عشق کی بہندی ہوں گوہوں
ہاں قیس بھی ہو۔ میں بھی ہوں۔ تو ہے نہیں
طیبہ کاہون اور مرالاشہ حریان
اک دھیان ترا۔ توں دل۔ راجت بکھر
کپڑے کبھی بھاڑے تو بن کو کھن تو چا
چھوٹے سر سوازدہ۔ جا لے مرے ہاتھ

خلعت جو ملا ہو سیکہ عریانی ملے گا
 محتاج ہوا ہو کر وہ دے دے کہیں کا
 گلزار تر و تازہ و صفا دریا گھن کا
 آخری ایس قریبی ہی تو ہیں
 میں وہی طیبہ کا ہوں۔ یہاں تو کبھی کہیں کا
 کچھ مذاق چلے پیش ہوسے نزع و زین کا
 اک نام ترا۔ ذائقہ ہی کا کام دہن کا
 دیوانہ ہوں میں۔ ہوش و ہوش ہوا و زن کا
 کچھ تھا مقدر۔ مرا تھا غافل و شکر

جانا کیسے ہم پر شگنی موت کو حافظ

آلنے نہ دیا دھیان کبھی گورو کفین کا

۱۔ اپنے دل کی بات کہیں نہ کہیں
 ۲۔ اپنے دل کی بات کہیں نہ کہیں
 ۳۔ اپنے دل کی بات کہیں نہ کہیں
 ۴۔ اپنے دل کی بات کہیں نہ کہیں

آج اک بھولہ بھولہ - بھولہ بھولہ - بھولہ بھولہ
 بھولہ بھولہ بھولہ - بھولہ بھولہ بھولہ

<p>رسم کا پلا رہے میری طرف جھکتا ہوا عیش اعظم پر پھر ہر آپ کا اڑتا ہوا یہ تو اک تہہ چمن کا ہر پھلا پھولا ہوا لے گیا جو مرغ میرا نامہ وہ غنقا ہوا عشق کا سودا بھی کیا بازار کا سودا ہوا حسن یوسف خوابا ہر دھیان سے اڑتا ہوا راہ سے پھرتا نہیں - جو تیرے چھوٹا ہوا نیک و بد - جیسا جیسے پیدا کیا پیدا ہوا میری قسمت میں تو جو کچھ ہونے والا تھا - ہوا شکری شکر سے کیا - دل میں اگر شکوہ ہوا</p>	<p>پڑنے اعمال بھاری ہو کہ ہلکا حشر میں عالم بالاکو ہر بال چماتے بھی سوا کتے ہیں وہ دیکھ کر سینے کے داغوں کی بہا نام بھی لیتا نہیں طیبہ سے آنے کا کوئی ہاں خدا کی دین ہے یہ مول مل سکتا نہیں حسن محض کا - تصویر کی نظر پر چڑھ گیا آہ کرنی ہی نہ تھی - اب ہم کریں تو کیا کریں خیر و شر کا تو ہے خالق - اوس کے عال نیک و بد پاؤں توڑے - سر بھی پھوڑا مفت جاکر دید تھی بناوٹ یا ادب یہ علم ہے اللہ کو</p>
---	---

ہو تو ارد بھی تو حافظ کیوں لڑیں باہم حریف

میل ہو آپس میں - گو مضمون ہو لڑتا ہوا

<p>اب تر کی کچھ نہ پوچھو - کس قدر آج آب غما وہ کہاں پہنچا ہے تہ کو جو کہے پایاب تھا چو دھویں کا چاند تھا - خورشید عالمناں تھا</p>	<p>موج زن جب ہر شے میں اشک کا سیلاب تھا عشق کے دریا میں جو کودا وہی غرقاب تھا چہرہ پر نور اوس نور خدا کا رات دن</p>
---	---

تھی ہم نکیر۔ دل کو اون کے تکیا کی یاد اب تو پوش گریہ کے ہاتھوں پانی پھر گیا پیس کاٹے پڑے تھے ہر زبانِ خار پر گھوٹ شربتِ کاکر جس پیتے پی میں مر گیا کیا سماں تھا وہ کہ تھا بالانِ رحمت کا نزول فرشِ نخل بھی شکل سے جنہیں آنا تھا خواب کان میں آوازِ منِ ربّی نظر میں وہ جمال	اور سچو کو وہ ابرو کچھ کی محراب تھا دیدہ تریں تری جب تک تھی بے آب تھا پاول کا ہر آبدہ مشکیزہ پیر آب تھا کیا بتاؤں میں۔ وہ شہِ زیاب یا زہر تھا گر دھبیال دھور تھا میں تیر میز آب تھا قبر میں دیکھا تو فرشتہ خاک فرشِ خواب تھا قبر میں آکر جو دیکھا ہم نے۔ وہ یہ خواب تھا
---	---

پوچھتے حافظ سے تو کیا پوچھتے منکر نکیر

جاں نثارِ آل تھا وہ پیرِ اصحاب تھا

جس کی تقدیر میں ہو آپ کا دریاں ہونا عشق کو تھا ہمہ تن داغ نمایاں ہونا ہاتھ لیجا نہ سکے تاگر میاں جو ضعیف دیکھ کر دل کو۔ یہ کہتے وہ پھر اولٹے پاؤں دلِ رم خوردہ مرا تم کو اگر ہاتھ آجاسے عشق کی پردہ دری کے یہ تماشے ہیں کھیل	وہ نہ چاہے کبھی فردوس کا فواں ہونا اداک حسن کے پتے کو نکلاں ہونا ای جنوں! اویس نہ تھا دست و گریباں ہونا ہم کو منظور نہیں قیدی زنداں ہونا آپ ہی پیشِ نظر رکھ کے نگہیاں ہونا چاکِ دل۔ چاکِ جگر۔ چاکِ گریباں ہونا
---	---

۲۹

غیرت عشق سے مر جائیں۔ گوارا نہ کریں
 چاک یا تن سے ہوا دست جنوں کیا خانہ
 دل کے مالک ہیں نبی۔ جان امانت دیکھی
 ہر کے نسل علی۔ مجھے ہیں نہ آیا دم بھر
 یا نبی آپ کے بل شرم گندگاروں کو
 ال کی آفتوں کبھی پہنچیں۔ نہ پہنچیں گی کبھی
 نہ رہتے۔ نکلے سنن سنخ۔ ہر اک ستار
 کیا اور اٹھائے وہ دیوانے۔ جو اور آٹھائے
 پہلے خطا۔ ہو سکے گرفتار۔ یہ بولی بلیں
 پھول دانوت میں پرچن نہ رکھواں کینک
 اہل توبہ مکنے لگا۔ گھٹنے لگا دست ہیں
 یا دست پر شہد ہر جو میں گرتے لگا
 کینک انجینہ رخ۔ گھر سے کھنڈان کا
 خوب لگا رہی دل میں ہی پہنچے دلی
 دیکھائی کر لیتے۔ ہنسی ہوا چہ نہ

درومند آپ کے منت کش دہلی ہونا
 ہر گریں سے ابھی دست و گریں ہونا
 دروہم جاتے ہیں میر دل و جاں ہونا
 تھامری موت کو بھی خواب پر لٹیاں ہونا
 ہر نقط آپ کا شرمندہ احساں ہونا
 تھاندا سب گرو گیسو بچاں ہونا
 تھا بھری بستیوں کو شہر خموشاں ہونا
 تیرے دیوانے کو ہی خاک بیاہاں ہونا
 کیا کوئی جرم ہی اللہ! خوش الحان ہونا
 انہیں پھولوں کو لوہی زینہ گریں ہونا
 بڑھکے اویا تھرا گلو گریں ہونا
 اٹھکے نالوں کو شہر سر و چہراں ہونا
 دیکھنے والوں کو آئینہ حیراں ہونا
 یہ شہر ہے عجب جان رنگ جاں ہونا
 ہم کو نشان گئی جسٹ خیراں ہونا

یاراوس مجھ سے بدینہ کی تہ ہو تب تک حافظ

کام آئے گا نہیں حافظ قرار ہونا

کل تو سستے ہیں نہ نیا شہر کامیلا ہوگا
 حاصل حق جو ہوا - حق کے سوا کیا ہوگا
 تم ہوا چھ - میں میرا ہوں - مگر اچھا اک
 انی ہی بننا اور بقا کا اک راز
 حشر کے روز اگر ٹھک نہ پوچھو گے نہیں
 مرنے والے - کبھی مرنے سے پھر نہیں جی
 ابھی دم بھر کو چلے آؤ کہ تل چکا اجل
 اور بیمار پھر الیسا نہ ملیگا - ورنہ
 میں گنہگار ہوں - میرے گنہ سے بڑے
 چھوڑ کر دشتِ عرب - ہر گز ظرائین چھوڑ
 اپنی پہچان تو حشر میں تباہ سے زاہدا
 ہم تو جاتے ہیں - قیامت اگر آئیگی تو
 پاسے وشت ہیں ابھی نام ہی جس کا پتھر

دیکھی وید - تمانے کا تماشا ہوگا
 قطعہ میاں میں جولی جا بیگا - دریا ہوگا
 کسدا اچھا جو بڑے کو تو ہرا کیا ہوگا
 کہ جو ہوگا وہ نہ ہوگا - ہونہ ہوگا - ہوگا
 اور پھر کون مرا پوچھنے والا ہوگا
 تو بہ تو بہ - یہ کسی اور کا لٹیہوہ ہوگا
 ابھی دم بھر میں پیامِ اجل آتا ہوگا
 اون کا بیمار جو مر جائیگا - اچھا ہوگا
 حشر میں سب سے بڑا ٹھوٹھنے والا ہوگا
 اور دیوانہ کوئی ٹھہرے سے سوا کیا ہوگا
 نہ یہ سچ نہ یہ جبر نہ مذہب ہوگا
 اوس کو دیکھیا وہی - جو کوئی جیتا ہوگا
 بڑے چننا یہ کہیں سسر میں تو سودا ہوگا

شہر کے نام اک دھوم کی اٹھنگی برات	سب کو معلوم ہے۔ جو شہر کا دوٹھا ہوگا
نویا میاں نہ لیا ساتھ اگر ای حافظ	اور پھر قبر میں کس شی کا اوجالا ہوگا
<p>لاکھ پردوں میں بھی پوشیدہ نہ جلوہ ہوگا نوہ اک شمع ہے نہ گراوے کے شگون کا بوم مرنے والوں کو بھی انجام بتا دے کوئی چوہ پر چوٹ محبت کی اٹھانے والا وہ امانت۔ وہ تری آگ۔ وہ بار کھنا کون وہی مل جائے خدا سے جو خود سے نکلے چلک کر دے جو کہیں ناخن غم سینے کو کوئی مرجائے تو باقی نہ رہے بیماری دردمند ہے محبت کا۔ نہیں دل کا طفیل میری بکواس کا تھے ہی ابھی بدنامی دل سے نکلی ہے نہ نکلیگی تنہا تو کبھی مرثوں کو ترسے۔ دیکھے تو کوئی کھولے قبر</p>	<p>دیکھ لیگا جو ترا دیکھنے والا ہوگا ہم تو سمجھے تھے کہ پردے میں وہ تنہا ہوگا جینے والوں کو تو معلوم ہے۔ مرنا ہوگا دل جو پتھر کا۔ تو لوہے کا کلیجا ہوگا وہی بدنام ترا خاک کا پتلا ہوگا آپ میں رکے تو خود چرچ کا پردہ ہوگا کسی حسرت کے نکلنے کو تو رستا ہوگا تیرا بیمار تو مر کر بھی نہ اچھا ہوگا دل نہ ہوگا بھی تو کیا درد نہ ہوگا۔ ہوگا چپ رہو نگاہ میں تو چپ کا مری چرچا ہوگا یہ جو آنکھوں سے گرا۔ خون ٹپنا ہوگا تار تک بھی نہ کفن کا کوئی ٹیلا ہوگا</p>

<p>سر سے اونچا جو غلامت کا لب مینا ہوگا میرے گھر شام ہی سے نور کا ٹکڑا ہوگا</p>	<p>میا عجیب چپٹمہ رحمت میں ڈبو کر چھوڑے ات بھر کے لیے بے پردہ وہ آئے بھی اگر</p>
<p>آج کیوں نہم سخن پر ہر اوداسی چھائی حافظ غزدرہ کیا زمزمہ پیرا ہوگا</p>	
<p>دونوں کہتے ہیں بہم - تاہوب - واکوب کچھ سنا دیجیے ہم کو بھی خبر ہاے عرب میرے دل میں مری آنکھوں میں سما جاوے ہاے وہ خار عرب - ہاے وہ مگر آوے پتلیاں دیکھ کے آئی ہیں تاشاے عرب آہ مٹھنے ہم بھی کبھی بادیاہے عرب دل مردہ کو جلاتا ہی مسیحا ہے عرب ساتھ لے جاؤ مجھے اور دکھلا لے عرب روکشِ خلد ہی جو جنبت ماواے عرب ابھی پچکے ہی نہیں تو نے مٹا ہاے عرب ایک ہندی ہی مگر دل سے ہی شیدائے عرب</p>	<p>ب بھی شیدائے عرب - دل بھی ہی شیدائے عرب رجا جاوے! تم خیر سے دیکھ آے عرب ہو مشکل نہیں کچھ اسی مرے سوا عرب ب دیوانہ کو بسلاؤں میں اب کیا کم کر ب جو حیرت کا میں پتلا تو نہیں کچھ حیرت دل میرے - یہ صدایتیہ ہیں پتلے پھرتے مردہ کو جلاتے تھے مسیح مریم نٹن ایسا ہو خدا کا کوئی پیارا بندہ نے دیکھی ہی درینہ میں وہ روضے کے قریب لو جنبت کے پھلوں پر جو ہی ناز ای فواں بادیکے صبا اکہدے سلام حافظ</p>

<p>صحت سے مزید رہی آزارِ محبت چہرے سے عیاں ہو گئے ہیں آثارِ محبت اللہ کرے تجھ کو گرفتارِ محبت انوارِ محبت ہیں یہ - انوارِ محبت دل کا ہر تقاضا کہ ہو اظہارِ محبت ہوتا جو کوئی محرم اسرارِ محبت مر جاتے ہیں - کرتے نہیں اقرارِ محبت جب تک کہ گلے میں نہ ہو زناہِ محبت دل میں جو کھٹکتا ہے ابھی خارِ محبت بجٹا نظر اتنا نہیں بیارِ محبت</p>	<p>اچھا ہے جو اچھا نہ ہو بیارِ محبت انکار سے چھپتے نہیں اظہارِ محبت تنگ آگے کیفیت سے یہ ناصح کو دعاوی دل میں ہر چپک و فکی - سیٹھ میں اوجالا اتھارے محبت کا سبب دیتی ہر دانش ٹھٹھے میں دیتا نہ لامت ہمیں کرتا ڈرتے نہیں مرنے سے بھی جواہل و غاہیں کھنے کا نہیں کافر عشق اوس کو زمانہ ڈرتا ہوں کہ ٹوٹے تو کہیں پھانسی بن جا اچھا ہے - جو تم دیکھو خود ایک نظر سے</p>
--	--

کچھ نیسے کو جاؤ گے تو بک جاؤ گے حافظ

دیکھا بھی ہر تم لاکھی بازارِ محبت

فکر آپ کا عبادت یا سورتی محدث
تم نے ثنائی بدعت یا سورتی محدث
یا خادم شریعت - یا سورتی محدث

ترن آپ کی اطاعت یا سورتی محدث
تم نے جلائی سنت یا سورتی محدث
یا مہتاب سے دیں ہو مخدوم مسکین ہو

تم راہد و بجا پہ ہو یا دھتی احمد
 الہی احمدی میں تو بالائیں تمہیں ہو
 دنیا سے دین حق میں ہر روشنی تمہاری
 لکھائے حوائی، طلب پر تمہیں نے
 آگے تھی علم دین کی کب روشنی پھیلی
 کرتا ہر تہ ادب کے زانو تمہارے آگے
 مولد کی محفلیں ہیں پر پاتھار دم سے
 سرکار مصطفیٰ سے - سر دار انبیاء سے
 ایمان کی تویہ چر تم نے بہت بچایا
 بے وحدتوں کے دل میں کچھ ہوگی قدر
 اکرام آپ کا ہر اکرام مصطفیٰ کا
 تفسیر اپنی تم کو خود ہی بتا رہی ہے
 اب کون ہے محدث ایسا فقیہ کمال
 ہیں رحمت الہی کی آیتیں ہزاروں
 صورت سے ہر خوشاں نورِ جمال ایمان

تم صاحبِ فضیلت، یاسورتی محدث
 تم پر خدا کی رحمت یاسورتی محدث
 تم ہو سراجِ کلمت یاسورتی محدث
 رکھا ہے بارِ منت یاسورتی محدث
 کھوئی تمہیں نے ظلمت یاسورتی محدث
 درسِ کتاب و سنت یاسورتی محدث
 مولد تھا اسورت یاسورتی محدث
 تم کو ہر خاص نسبت یاسورتی محدث
 ایمانِ اہل سنت یاسورتی محدث
 تم اور کتبِ وحدت یاسورتی محدث
 ہیں آپ شانِ کلمت یاسورتی محدث
 ہر سورت اور آیت یاسورتی محدث
 ختم آپ پر قضاہت یاسورتی محدث
 تم بھی ہو ایک آیت یاسورتی محدث
 ستیر نبی کی ستیر یاسورتی محدث

یا کوہ استقامت - یاسورتی محدث	تم ہی جسے تو ٹوٹا مجھ پر پسا زخم کا
پایا خمیر طہیت یاسورتی محدث	تھی پہلی بھیت ہی کی وہ خاک جس سے تم نے
چوے تمھاری تربت یاسورتی محدث	پیر فلک جھکا ہی گویا چاہتا ہی
اللہ سے قناعت یاسورتی محدث	اگر گری قدم پر دنیا تو لات ماری
پائی نہ تم نے فرصت یاسورتی محدث	تسلیم دیں کی دھن تھی صوم و صلاہ کے ساتھ
جتنے ہیں اہل سنت یاسورتی محدث	کرتے ہیں یا تم کو - روتے ہیں یاد کر کے

اکثر سنا ہی تم سے یوں خوش عقیدتوں نے
حافظ ہی خوش عقیدت یاسورتی محدث

تاجدارِ مدینہ ہیں سرتاج	اور نبیوں کے بھی ہر سر پر تاج
کر دیا تاجدار دیکر تاج	جس گدا پر ہوئی سخاوت کرم
نہ ملا اور اس سے بہتر نہ	خاکِ درہم نے ڈال لی سر پر
اور مقام اک منور تاج	چہرہ مرہ ہی آپ کا خود نور
تاج سر کو جو اولٹو - ہی سرتاج	ہر طرف ہی تمھاری تاجوری
کیا سجا فرق تاجور پر تاج	عادہ وا - خوبی اور محبوبی
یہ ملا اور تاج پاکر - تاج	ہیں رسول آپ اور ختمِ رسلی

<p>آپ کا راج تاج ہر دائم اور نہایت بڑھی ہر موتیوں سے تم کو اللہ نے دیا سب کچھ</p>	<p>سب کے تاجوں سے ہر یہ برتر تاج اور چکار ہے ہر گوہر تاج سلطنت - ملک - تخت - افسر تاج</p>
<p>اور بھی کچھ سناؤ گے حافظ یا پڑھے جاؤ گے برابر تاج</p>	
<p>روشنی میں اب تو اس کو بلا کسی طرح دل کو بھانگی نگہ ناز کی طرح ختم الرسل ہر کوئی - نہ خیر البشر کوئی مرزا ہر آج سنتے ہیں معجز آپ کا موسے کے ساتھ بیٹے ایلہی - ہر تیرا گناہ گو فرشتہ ناک ہو مگر ادا کی گئی تو ہو آتے نہیں کبھی وہ بھلاتے نہیں کبھی تار سے گئے ہیں - تیرے ہیں - آئندہ ہیں تجھے ساواں آسمان مری ایک آہ کے میری حیات و موت زمانے سے ہر جدا</p>	<p>در پر کھڑا ہوا ہر جو دیوار کی طرح لٹ - دیکھ لو مجھے پھر بھی اسی طرح پیدا ہوا ہر کوئی نہ ہو گا تری طرح اچھا بھی ہو گیا - تو جیسے گا بُری طرح پھر یہ گنہ معاف نہ ہو گا کسی طرح اچھی طرح کیٹسکی جو گزری بُری طرح کتنی نہیں فراق کی گھڑیاں کسی طرح ہم نے تمام رات گزاری اسی طرح خوفِ خدا سے دیدہ و دانستہ ہی طرح جینا ہی طرح مجھے مرنا ہی طرح</p>

	اس طرح میں تو شعر نکلتا نہیں کوئی	
<p>مرنے والوں کے بھی سہو طائرِ جاں شناخ شناخ پھول اوترے ہیں۔ کھلا کرتی ہیں شناخ شناخ آپ ہوتی ہیں خزان میں برگِ ریزاں شناخ شناخ کم ہے پھر حقین ہوں چھندے اور کلیاں شناخ شناخ گیت گاتے ہیں جو مرغانِ خوش الحان شناخ شناخ جانتی ہو تم کو اپنا دین و ایماں شناخ شناخ میں درختِ روضہ پر مرغِ سیلاں شناخ شناخ وجد کرتی رہتی ہے۔ ہو سکہ جنباں شناخ شناخ ہم تو سمجھے، پڑھ رہی ہیں نظمِ قرآن شناخ شناخ گو قلم کے واسطے ہو شناخ مر جاں شناخ شناخ</p>	<p>اون کے روضے پر جہاں ہیں اور پڑیاں شناخ شناخ دیکھنا ہو تو بہت ہے کھیل قدرت کا یہی آتے ہی پیری کے۔ ہو جاتی ہیں آرائش و بال بات گو بے صل ہو۔ شاخیں نکلتی ہیں نہار کوئی سمجھے یا نہ سمجھے، ہیں خوش آئیند ایک ایک سجدہ کرنے کو جھکی جاتی ہیں روضے کی طرف لاٹے ہیں شاید کہ بلقیس و سلیمان کا سلام ہو ہوا روضہ یا دلاں ہے اشجار کی وہ درختِ روضہ کا بلنا۔ وہ تپوں کی صدا کیا لبِ لعلِ نبی کا وصف کوئی لکھ سکے</p>	
	حافظ اوسکی مدح کیا لکھوں، ہیں جس کے حواں قطرہ قطرہ۔ ذرہ ذرہ۔ باغ و بہستان۔ شناخ شناخ	
دردِ دل ہو تو سنئے سمجھے بیانِ اہلِ درد		گویشِ دل سے کون سنتا ہے نغانِ اہلِ درد

<p> کیا کرے ہو کر عیاں درد نہانِ اہل درد کان رکھ کر کون سنتا ہے فغانِ اہل درد ہو تما دردِ محبت ہی تو جانِ اہل درد بے نشانی کے سو کیا ہے نشانِ اہل درد سر کے محل گھر سے چلا ہے کارخانِ اہل درد جاتا ہے درد ہی رازِ نہانِ اہل درد سب جہانوں سے نرالا ہے جہانِ اہل درد یوں سمجھ میں آنے میں سکتی زبانِ اہل درد تھا یہ کس کا شہر کہ ہوتا نوحہ خوانِ اہل درد </p>	<p> آنکھ والا کون ہے - پہچان والا کون ہے گوشِ کل کر - باغباں میں دردِ بیل درمند کیوں نہ ہو پیار کہ جینے کا سہارا ہے یہی نام تک دنیا سے مٹ جانا - یہی ہے یادگار راہِ طیبہ کا ادب اشکوں کوئی سیکھ لے درد اٹھتا ہے تو پیوٹے صنف سے کچھ کتنا نہیں ہم جہاں ہیں کہ نہ نہیں سکتے وہاں کیا ہو مقام کچھ سمجھنا ہے تو پہلے دردِ دل پیدا کرو دردِ مندانِ محبت ہی کے سرسرا رہا </p>
--	---

سننے والے کہتے ہیں سن سننے کا فعل کی غزل

کوئی مجذوبوں کی بڑ ہے داستانِ اہل درد

<p> بات بیٹھی بیٹھی باتوں کی ہے شکرستہ لذیذ اور کھانا کوئی بھی پایا نہ پتھر سے لذیذ ٹھوکریں بونگی کہاں اس کی ٹھوکر سے لذیذ چاہ کوثر کا ہے پانی حوض کوثر سے لذیذ </p>	<p> کوئی شیرینی نہیں ذکرِ سیر سے لذیذ اون کے دیوانے نے ایک زہر تو کھایا نہیں سر نے ٹھوکر کھائی اوس دہ پر تو کئی یہ صدا حویطِ روحانی کو پھنپی ہے نہیں حسرتِ زباں </p>
---	---

پہلے بدیشہ کیہ بختیہ میں رہا۔ شہر پر تیار رہا۔	خدا تعالیٰ میں جنتوں کے میوہ ترستے اندر
عام شہر تہی۔ محبت کی شہادت گاہ میں	ابو کوئی پھل نہیں ابرو کے خنجر سے لذت
راہ کے ریزے اور امن میں ٹھیکھا چھاد رہی	سینہ پر اک خان۔ دل میں اوس میں غصہ سے لذت
کیوں نہ زار ٹھوکریں کھانے کو بائیں شوق سے	ہاتھ آئیں نعیم کھائے کو جب گھر سے لذت
کس تمنائیں ہر فتح کھولے ہوئے خنجر	اور کیا شہر زبان تیغ و خنجر سے لذت
خون دل کے باب میں کیا سچ ہو یا رب کیا غلط	دل سے بے لذت سناہی اور شہر سے لذت
حضرت دل اپنی لڑکھانہ نظر خون آپ کا	آپ ناخوش ہوں تو کہہ دوں کچھ ڈر سے لذت
جیسے روکھے ہوئے کھانے کی ہوں مشتاق ہر طرف	ل بھی باقی ہر کبھی روزی مقدم سے لذت
خوب رویان چھاد۔ سب باندین کے ہیں پیر	اندھین کا کوئی پھل بھی ہی اندر لذت
دل میں جبر کی پتیلی رہنے کی پیشکش سے عاشق	اور شہر ہوگی جو ہو معلوم ساغر سے لذت

تم تو نہ تھوڑے ہو زمانے کی ہوا کہ اسے ہو

ہو کہیں کی بھی ہو امید ان کیلئے سے لذت

کچھ تو ضروری میں دیکھا میرا دور دیکھ کر	تشریف عیساں کی گھڑی میرے سر پر دیکھ کر
آفتاب شہر ایا تھا بلا کی آب و تاب	ہو گیا پانی کسی کا دامن تر دیکھ کر
کب گئے کب آئے کس صورت کی تھے فکر کب	موت تھے ہم از شبیر روئے انور دیکھ کر

<p>آگے پھر پیادہ - بیمار کی تقدیر پر دیکھیں اندر نور کے ہیں پھول یا ہیں تار کے پھر کہیں جانا کہیں رہنا کہیں بسنا - مگر ہم تھے - یا احرام تھا - یا تھا یللم کا محاذ نام زحمت کا نہیں - گوزاروں کی بھیر جو ترے پالے ہوئے بند ہیں وہ جاؤں کہاں بھگو در پر سر پہنکنے کی اجازت بھی نہ دی شوق سے تو روئے جا - لیکن نہ ملت کو لیے موت کو کچھ بن نہ آئی - آئی بھی پھر بھی گئی دل بہت تڑپا - جو دیکھا طائر قبلہ نما</p>	<p>نور سے فرما دیں وہ بہتر - حالایت بہتر ہستہ ہیں ہوتے پر پھولوں کی چادر دیکھ کر دل میں یہ کہو دیکھ کر - آنکھوں میں پھر کر دیکھ کر رکھ لیا پر وہ نہیں جاتے سے باہر دیکھ کر رحمتیں ٹوٹی ہی پڑی ہیں تر اگھر دیکھ کر تیرے در سے اٹھکے بھگو بندہ پر دیکھ کر میرے موٹے نے مرا چھوٹا تقدیر دیکھ کر فرد عسایاں کی طرف بھی دیدہ تر دیکھ کر آپ کے بیمار کو مردے سے بدتر دیکھ کر اور مضطر ہو گیا مضطر کو مضطر دیکھ کر</p>
---	--

<p>ہم کو بھولے سے بھی یاد آئی نہ حافظ اپنی پیاس اپنے ساتی کو کنارِ حوض کوثر دیکھ کر</p>	
<p>لی لذت زیں بوسی کی ہم کو مفت اوس پر چلے کیوں بہت پرستو ابتلا سے کی ٹھوکر لپٹے حواسِ خمسہ کو ہم نچتین پر کر سہ صدقے</p>	<p>ہو ہی اک وجہ کی حالت چوٹھو کر کھائی ٹھوکر پر سمجھ پر پڑ گئے پختہ سے چھوٹے ہی پر چھوٹے پر غداہر کو ابو بکر و عمر عثمان و حمید پر</p>

نہ ہوں کیوں پاک آل پاک کے پیرو گناہوں
 پیمبر نے نہ پائی کا خروں سے بھی تودہ
 مجھے دشت لیے جاتی ہو صحر کو میں ڈریا ہوں
 وہ چھو پیا سے ٹھکرائیں میرا کام ہو جائے
 برصاوی تاراشکوں کا تصور نہر طیبہ کا
 روار کھتے نہیں اپنے قدموں کی پامالی
 تبسم نے تکلم نے بڑھا دی حسن کی گرمی
 تصدیق ہونے کے قابل بلکہ ایک ہی مشورہ
 اوشی قبیلہ کی جائز ہے وہ حمت کی گھٹا کافی
 شفاعت کرنے کی بہت نہیں پڑتی سبوں کو
 لکھتا ہوتا یہی ہی کاش میز ہی بوجھت ہیں

نزول آیہ تطہیر حج آل پیمبر پر
 جفا میں کلمہ گویوں نے جو کس سبط پیمبر پر
 کہ میں گھریں نہ ہوں تشریف لائیں وہ گھر پر
 تصدیق ہو مراد ام اوس قدم پر پیاری ٹھوکر پر
 عجیب ترستا رستی ہو ہمارے دیدہ تر پر
 قدم پر سر ہو میرا۔ وہ قدم رکھتے نہیں سر پر
 شرف داتوں کو گوہر پر پھینکے کوہی آخر پر
 پڑا گردوں گراں روز چکر کھاسے چکر پر
 حذر ہو۔ پھیر کے پانی۔ بے رس کر امن تر پر
 قیامت میں قیامت اور ٹوٹی اہل محشر پر
 جہنم سہاٹی کر گیا عمر بھر یہ آپ کے در پر

کرین کیا۔ بے بسی نے روک رکھی یہاں حلف

اگر بس ہو تو اوڑ جائیں دینے کو۔ لگا کر پر

دل دیوانہ آیا ٹوٹ کر اوس در کے پھر پر

تسکین کو کہنے نہ پائی فصیح کی نوبت

کر دل سجدہ تو اوس در پر جو سر چھوڑ دی تو اوس پر

رگ جہاں ہو گئی اٹھ کر خدا تو دلکش تر پر

پیر پر ہارے - خاتمہ ٹھہر نہوت کا	فضائل جس قدیں ختم میں آلی پیر ہر
جزائے برغنی محروم ساگر غفلت سے صدف	گداسے بے نوا کا بار اصال ہی تو انگر ہر
لشکر کیا - غش سے جل جاتی ہے سوکھی ہوئی لکڑی	نہ آتا استن چنانہ کو کیوں رشک سنبہر ہر
زیارت کا مزد آیا - عبادت کا شرف پایا	نظر تنگ رہی قائم جمال روئے نور ہر
تہ کیوں آپ دہن اول کا ہو ٹھکانوں کو	شرف رکھتی ہے کجائی گئی اون کی آب کو ٹہر ہر
صبا! تو جاسکے اندر - تو اتنا عرض کر دینا	کہ نہ ستانوں کا ایک ٹٹی لگی ہے آپ کے در ہر
یہ امر نہی ہو استقبال ماضی بھنگ سے ہیں	کوئی ہر صرف کا صیغہ بنا او کی ہر صدر ہر
میں دیر سے سے بھی ہوں کمتر وہ سوچ بھی نہیں	ہی اک بریزتے برتر کو نظر کمتر سے کمتر ہر
بچیں ہو جو موخر ہو مگر سب سے مقدم ہو	نقد قدم در ہر ہوتا ہی مقیم کو موخر ہر
پوس ہوتی ہی کیوں کسیر واپس کی تفریح کو	نظر کیا خاک پتھر ڈالتے ہم خاک پتھر ہر
نہ نقش قدم ہی اور میر نقش پیشانی	مگر وہ اور پتھر پر ہے - یہ حجر اور پتھر ہر
ہماری دونوں آنکھیں رات دن آنسو بہاتی ہیں	اودھ لڑتے ہو مل پر - اودھ بھولے تقدیر ہر

اثر اولیاد دکھایا آنسو سے شاید یہ حافظ

اور اسی ٹھہرا ہے جو آج کیسے بدلتا رہے

تو تو تر از دور ہے شمع و شعلی پور

شہرہ تیا پہنچا ہے بہشت دور شعلی پور

ہر سانے آنکھوں کے بدستور علی پور
 دن رات ہر اک نور سے معمور علی پور
 آنکھوں سے ہو کہ دل سے نہیں تنور علی پور
 نقشے میں مری عشق کے ہر چور علی پور
 ہر ہم اثر مرہم کا نور علی پور
 تیری ہی نظر کا تو ہر منظور علی پور
 ہوتا اگر آباد سیر طور علی پور
 دیکھ نہیں تو نے کبھی منظور علی پور
 آیا ہے یہ مامور یہ معذور علی پور
 کچھ تیری توجہ سے نہیں دور علی پور
 تا حشر رہے تیری بلا دور علی پور
 جس نور سے معمور ہے بھر پور علی پور
 کرتا ہے ادھر کفر کو کافور علی پور
 نعمت کے لٹاکر درِ منشور علی پور
 عالم میں تری سعی ہر مشکور علی پور

کامل ہو تصور تو نہیں دور علی پور
 جنت کی طرح کیوں نہ ہو ہر نور علی پور
 ہو دیکھنے والے سے کہیں دور علی پور
 صحبت ہر شب و روز سے پیر مغال کی
 شہرہ ہو کلیا تو مرے زخم جگر کا
 پیارا نہ ہو کس طرح جو پیکر کا ہو پیارا
 سنتے آدنی آنظر ایک اب بھی کسی سے
 ہوتا نہ وجودی۔ کبھی کہتا نہ انا الحق
 مامور ہیں مسدور۔ یہ مسدور ہر مامور
 گھر بیٹھے مدینے کا سماں ہم کو دکھا دے
 بستی تری بڑھتی رہے۔ رولق تری
 اوس نور کا دور تو مدینے سے لاجر
 لیتا ہے ادھر اہل توہب کی خبر بھی
 کرتا ہے غنی اور توانگر فقرا کو
 آیا کوئی شاکی تو بنایا اوسے شاکر

دو آنکھوں کا اک دل کا وظیفہ ہے یہ حافظ

دن رات - علی پور - علی پور - علی پور

بلکاسنی ہزار - ہر بھاری ہزار پر

اس بیوفا کو پالیے کس اعتبار پر

ڈرہو کہ مست گر نہ پڑے ہوشیار پر

کس پر نہ کہتاں - بیکر و اعدا پر

رحمت کو چر لطف - کس ہصیاں شمار پر

پہلو میں اک ہزار بہا ہر ہزار پر

بیٹھا ہوں میں بھی کان دکھائے کچھ پر

جس طرح کچھ اور ہمارا ہو پروردگار پر

سوئی تو دی ہی جائیگی رگزل کو خار پر

نشہ چڑھا ہوا - نہیں اتا اوتا پر

کیا ہو گیا ناں جو تھا تیرے گیت و بار پر

ہر رگ میں گل نے باز ہے ہیں بلبل کے چار پر

دسے جان کون - ہستی ناپا دیدار پر

ساتی! تری نگاہ سے دل کو خدا بچاے

لب پر تبسم - اور تبسم نہ کہتاں

جو نیک ہیں - کھڑے ہو رحمت کا ستارہ نیک

لو - دل کے ساتھ صبر بھی گھٹ گھٹ کے گر گیا

لے لیکے نام - ہوتی ہے دریا میں طلب

نزدی جو مانگنا ہو تو مانگیں - مگر نہ یوں

کیوں طلبوں کا خون نہ سر پر سوار ہو

مستی وہ عشق کی ہے کہ جس کا نہر خار

ہر برگ خشک بار ہے - بے بار ہے شجر

بے سایہ تد کے سایے میں حافظ پناہ لو

ہوں جتنی خدا شجر سایہ دار پر

خود بناو۔ خود بناو مجھ کو سمانِ حجاز	بے سرو ساماں ہوں میں ایسی زبانِ حجاز
جان آنکھوں میں۔ تصور میں ہو میدانِ حجاز	میری آنکھیں اور میری جان قربانِ حجاز
ہند میں ہم پاؤں پھیل کر جو سوئے بھی تو کیا	ہوں سلامت پاسے وحشت اور میدانِ حجاز
ٹھہر گئے ہیں میری آنکھوں میں۔ ہو پل کے پار	پاؤں میں کیا چھہ رہے خارِ مغیسلانِ حجاز
یکساں تقدیر ہے میری کہ پھر دیکھ آہل میں	ڈال کر آنکھوں میں آنکھیں نہ گمستانِ حجاز
کیوں وہ جا دیکھنے کو سروستانِ کاخرام	جس کی آنکھوں میں پھر سروستانِ حجاز
آنکھ بھی ڈالوں نہ میں کل الجو بہر کبھی	میری آنکھیں اور ہو گردِ بیابانِ حجاز
یہ خدا ہی جانتا ہے۔ کیسی جنت ہے بقع	تختِ فردوس ہے گو رغویسانِ حجاز
دل میں کچھ رکھ لاکھ۔ آنکھوں میں کچھ رکھ لاکھ	جو نظر پر پڑھ گئے خارِ مغیسلانِ حجاز
خدا والو! تم سے کیا گل پھول کی باتیں کریں	تم نے دیکھی ہو کہاں فصلِ بہارِ حجاز

ہم تہذیب ستوں کا حفظ اور ہو سکتا ہے کیا

نقدِ جاں کر دینگے جا کر نذرِ جانانِ حجاز

دکھنا دے یا الہی! پھر نبی کا روضہ اقدس	ہماری دونوں آنکھوں کا چھانا روضہ اقدس
جراتِ ایثار۔ جراتِ ایثار۔ خدا کا ملک سب اچھا	مرسی جی کی تیرے چھو۔ سب اچھا روضہ اقدس
یہ زمینِ اقدس۔ یہ زمینِ اقدس۔ وہ خوش و خوشی	تھامے اللہ۔ تھامے اللہ۔ چھانا روضہ اقدس

مدینہ طور ہی۔ پر نور ہی چشم بصیرت میں
 عجیب کیا ہی کہ خورشید جھانکتی ہتی ہوں غور سے
 نظر آئے کوئی شے۔ میں تو روضہ ہی سمجھتا ہوں
 زیارت کرنے والے۔ یہ تماشا دیکھ آئے ہیں
 خطر کیا زائروں کو تابش خورشیدِ محشر کا
 بڑی بھلی پھر۔ دنیا ادھر دھڑ سے ادھر بھاگے
 نزاریوں کو خبر بھی دیکھ والے ہم نے۔ زریا بھی

تینگے ہیں ملک شمعِ تجلی روضہ اقدس
 قصورِ بیست جنت سے ہی بالا روضہ اقدس
 مری آنکھوں میں کچھ ایسا سما یا روضہ اقدس
 بنا دیتا ہی اک حیرت کا پتلا روضہ اقدس
 ہی ظلی رحمت باری تمناے روضہ اقدس
 ہی سیرا ملناؤ مادا ایک روضہ اقدس
 ہی سب خبروں سے بڑھ کر فیہ یارہ اقدس

دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر

دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر

اکہ۔ ہوشیار باخبر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 یا رب نہ ہو مجھ سا بھی کوئی بخود دیکھ کر
 میں کیا کہوں کیا حال تھا جہان کے چلے ہوش
 سوتے ہی میں دیدار کی لگ جاے کہیں تاک
 دیکھی جو وہ رفتار۔ عجب ہوشِ شرابی
 خالقِ امر سے احباب ہیں دیوانے کہ میں ہوں

انسا ہی نہیں ہوش۔ کہ بھرا ڈر کے گئے ہوش
 میں خاکِ لیسر کچھ تھا۔ آگے تھوڑے جھپٹ ہوش
 رکھ لیتے ہیں تکیے کی طرح سر کے تلے ہوش
 وہ آئے گئے خوب۔ تو مرے آئے گئے ہوش
 جو مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تھوڑے جھپٹ ہوش

<p>آگے بھی نہ تھے۔ ہوش کی گنتی میں سر ہوش کچھ روکتے ہم ہوش کو۔ اتنے بھی نہ ہوش حق ہوش ہی کی عقل۔ نہ کچھ عقل کی ہوش بوہو کے اوڑھے جاہیں کیوں سسر سے ہوش</p>	<p>میں روز ازل ہی سے ہوں دیوانہ کسی کا آنکھیں ہوتی تھیں چار کہ ناگاہ غمش آیا یوں عشق نے دیوانہ بنا کر مجھے لوٹا کس لاف مغربی۔ صبا لائی ہی خوشبو</p>
<p>ایک کاش وہ فراموش۔ لگا کر کوئی ٹھوکر اوٹھے ہوش میں ہی ہوش میں۔ ای حافظ بیہوش</p>	
<p>سب سے پہلے ترک ماسوا ہو خلوص میرے دل میں خلوص سب سے پہلے اور پھر دل کا دیکھتا ہو خلوص اور دل کے لیے بنا ہو خلوص دل میں اک ہو تو کام کا ہو خلوص نام جس کا ہو بے ریا۔ ہو خلوص کہ ہمارا چچا تھا ہو خلوص اور دل میں چھپا ہوا ہو خلوص جس نے دل کو مرے دیا ہو خلوص</p>	<p>مبتدئ بن گیا ہوتا۔ کیا ہو خلوص میرے دل میں بھرا ہوا ہو خلوص دلِ انساں کو دیکھتا ہو خدا دل بنا ہو خلوص کی خاطر خلق و رنج و فکر۔ سب بیکار کام نام و نمود کا ہو ریا ہم کو میزانِ شکر کی کیا فکر آفتوں میں گم ہوا ہو دل دیدیا دل خلوص سے اوس کو</p>

ہی بیاضی یہ مختصر نسخہ کہ ریا ہی مرض - دوا ہی خلوص

یہ تو مقصود دل نہیں حافظ

یہ سیاہی سے جو لکھا ہی خلوص

صوت نہ پیر ہو نہ کچھ عشق کا مرض	اس کے ساتھ ہی ریا ہی مرض
کیا تھی خبر، علاج سے ہو گا سوا مرض	ہو تار یا علاج تو بڑھتا رہا مرض
رفعت ہو چارہ سارا تو اپنا علاج کر	ہمار وہ ہر جس کو نہیں عشق کا مرض
تشخیص بھی غلط تری تجویر بھی طبیب	نادان اکیا دوا ہی تری - کیا مراض
اک عشق اور نہ زوتیا درد و رنج و غم	مجموعہ ہی یہ سیکڑوں امراض کا مرض
یاد طوالت کعبہ میں چکر ہی سر کو آج	بیٹھے بٹھاسے نفیت یہ کیسا اڑھا مرض
ہم جانتے ہی کیا تھے کہ ہوتی ہی کیا دوا	پہچانتے ہی کب تھے کہ ہو کیا بلا مرض
تہ یہ جو بتایا تو - پھر سونو گنا میں	پہلے مجھے بتا دے کہ کھلو ہی کیا مرض
تیرے مریض غم کو طبیب آئے دیکھنے	چپکے اوٹھے چلے گئے لب کا رتہ مرض
تیرے مریض کی - دم آخر - یہ تھی دعا	اللہ دے کسی کو تو دے عشق کا مرض

حافظ تمہیں بتاؤ کہ میں کیا جواب دوں

پوچھیں جو آکے دوست کہ تجھ کو ہی کیا مرض

اوس کا ایمان کا اسلام کا دعویٰ ہے غلط	جیسے نزدیک کوئی قول نبی کا غلط
خود غلط پر وہ - غلط گوہر سر اپا ہے غلط	آپ کے اذن شفاعت کو جو کہتا ہے غلط
کس قدر جھوٹ ہے - بے اصل ہے کہتا ہے غلط	کوئی ہو - کذب خدا - مثل نبی کا قائل
مرض عشق کا ہے کوئی - مداوا - ہے غلط	ہوا اگر آئے ہیں - سنگین کی باتیں کہیں
جو سمجھتا ہے غلط اسکو - وہ سمجھا ہے غلط	غیب کا علم نبی کو ہے عطیہ رب کا
اس میں شک ہو جسے - ایمان کا دعویٰ ہے غلط	مال سے - جان سے - اولاد سے محبوب ہیں آپ
ایسے بیمار کی صحت کا مہر دے ہے غلط	مرض عشق کو سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے طبیب
میں یہ کہتا نہیں - اعجازِ سبحا ہے غلط	سوت سے پہلے جو مر جا - جلا دیجیں آگ
بدعی کہتے ہیں جو کچھ - وہ ہے سچ یا ہے غلط	کروم از عقل سوا کہ بگوایاں چیست
حبیب ادب ہی نہیں - ایمان کا دعویٰ ہے غلط	عقل نہ گوئیں و کم گفت کہ ایماں اولست

اپنے نقشہ سے ہے مترجما قرطبہ اس مستزاد

نہایتی دلشاد ہے غلط - کیجئے کا اعلان غلط

سن لے کوئی التجا سے حافظ

ای بادوی و پستہ سے حافظ

ہر اک یہی ہے غلط حافظ

از غلط کل غلط سے حافظ

رہبتے میں کہیں قسم نہ لوگ حکام

تو ہی نکلتا ہوا ہو دل کا

<p>بھڑ ہی مرنے والے حافظ چلتے نہیں دست و پا سے حافظ کس کو جا کر سنا سے حافظ کب تک کرے ہا سے حافظ وہ دن نہ خدا دکھائے حافظ مقبول ہو یہ دعا سے حافظ محفوظ رکھ اسی خدا سے حافظ عصیاں سے خدا بچائے حافظ جب تک نہ پیے نہ کھائے حافظ آتا نہیں بے بلا سے حافظ دربار میں بار پا سے حافظ</p>	<p>جیتے ہی ہجر سے چھڑا دو کیا ضعف میں ہاتھ پاؤں مارے دل کا ڈھڑکا سوا تمہارے کب آئیگا واہ واہ کا وقت دیکھوں نہ خیال میں بھی اون کو حافظ کی دعا نہ کوئی رد ہو حافظ کو ہر اک بلا سے - شر سے رحمت کا اگرچہ ہر بھروسا اشکوں سے - غموں سے - کیا بھلا ہو گو اک سگ بے ادب ہر پھر بھی دربار کریں وہ عمام یا خاص</p>
<p>سکین و گدا دینوا ہوں ہر ایک یہی نواسے حافظ</p>	
<p>عالم کا تو مطاع ہے - عالم تر مطیع اوسکی کہاں نجات جو تیرا ہی نام مطیع</p>	<p>بندوں کو کردگار نے تیرا کیا مطیع جنت میں ادس کا گھر ہی جو تیرا ہی نام مطیع</p>

<p>آگے عوب میں کون تھا اللہ کا مطیع سرکش ہو کس طرح - جسے رکھے خدا مطیع اللہ کا مطیع ہو جو ہو ترا مطیع تیرے ہیں خاک آتش آہ ہو مطیع شمس و قمر مطیع ہیں - ارض و سما مطیع ہندہ خطا شمار ہو - سرکار کا مطیع شاہ عوب، اعراب بھی - عجم بھی - ترا مطیع ہونگے نہ جا کے اور کے - تیرے سوا مطیع</p>	<p>بھیلا دیا حضور ہی نے نور معرفت توفیق ہو رفیق تو پھر پوچھا ہی کیا اللہ ہی کا حکم اطیعوا الرسول ہو تجھ کو ہر آدمی کے عناصر میں دخل ہو ہو آپ کے اشارے میں عالم کا انتظام باغی تو ہو نہیں کہ خطائیں نہ ہوں مٹا توشہ مشرقین ہو - توشہ مغربین گردن میں سب کی - تیری اٹکا کا طوق ہو</p>
---	--

حافظ خدا کا فضل - خدا کا ہزار شکر

حافظ کیا کلام کا اپنے - کیا مطیع

<p>دیرین، فرد عمل ہو گئی سیاہ - دیرین تمام عمر کیے روز و شب گناہ - دیرین یہ میری شاہت اعمال - یہ گناہ - دیرین ہو چاہہ محبت اللہ - کس قدر گہرا سیاہ - دل کو کیا - حُب جاہ نے لیکن</p>	<p>ایکلی جان مری - اس قدر گناہ - دیرین نہ کچھ سفید ہی سوچا نہ کچھ سیاہ دیرین خدا کی خلق نہوی جاتی ہو تباہ - دیرین نہ پائی ڈوبے بھی ہم نے جسکی تھاہ - دیرین دل سیاہ سے نکلی نہ حُب جاہ - دیرین</p>
--	---

گناہ ہو کوئی بے قصد تو گناہ نہیں یہ کیا ہوا کہ مدینے تک اب نہیں جاتے یہی تو سب سے بڑا ہی مقام روئے کا دو ٹائی آپ کی دیتا ہوں یا رسول اللہ وہ وقت وزنِ عمل نیکیوں کی محتاجی	کیسے ہیں دیدہ و دانستہ گناہ - دریغ وہ دل کے نام سے دلیلا - وہ دل کی آہ - دریغ خدا کے سامنے جاتے یہ رکھ سہاہ - دریغ ڈوبے دیتے ہیں مجھ کو مرے گناہ - دریغ وہ ہر طرف مری حسرت بھری نگاہ - دریغ
--	---

عدم کو جاتے ہیں بارگزیلے حافظ

عدم سے آئے تھے دنیا میں بگذاہ دریغ

ڈرکھا ہمیں، کر نیکی عفویت وہ یا معاف بند سے نے جب کہا کہ خدا یا خطا معاف کرتے نہ تم عطا تو نہ پرتی خطا کی خو اے حرمِ عشق! تو تو لکھا تھا نصیب میں نہا نہا! کاہوں میں - خطا ہی مرا شعار میں کیوں ڈروں کہ جرمِ محبت بڑا جرم اک خون کے عوض میں تو دینا ہو خوشیا کہتے ہیں وہ، جب اون سے بہت سا کا سنا	ہم سے کیا قصور - اے بخوں - کیا معاف اوس کی خطا معاف ہو - اوس کی سزا کیوں کی خطا معاف تھیں نے خطا معاف تیرے عذاب سے مجھے رکھے خدا معاف میری خطا معاف ہو - میری خطا معاف کچھ شرک تو نہیں کہ نہ کرو سے خدا معاف تو جسے توں کا خون محبت کو تھا معاف تیرا کہا معاف ہو - تیرا سنا معاف
--	---

اوس کا ہر گناہ ہی چھوٹا بڑا معاف

وہ آئیں عفو پر تو کریں ہر بلا معاف

یہ حکم ہے۔ جو توبہ کرے صدق دل کے ساتھ

ہم چھپکے جو گناہ کریں۔ دل میں ہوں نخل

حافظ شروع کر دی غزل اس زمین میں

میری خطا ہے۔ میری خطا ہے۔ خطا معاف

ابتدا عشق - منتہا ہے عشق

رگ و پڑ میں بھرا ہوا ہے عشق

جانتے ہی نہیں وہ کیا ہے عشق

ظرف کو پہلے دیکھتا ہے عشق

کہیں بندہ - کہیں خدا ہے عشق

کیا بلا کا بنا ہوا ہے عشق

پہلے سمجھے تو کوئی کیا ہے عشق

مدعی عشق - مدعا ہے عشق

خود مرض اور خود دوا ہے عشق

جس کے دل میں رسول کا ہے عشق

قرب حق سے بلا جلا ہے عشق

ابتدا عشق - انتہا ہے عشق

کہیں عاشق سے چھوٹا ہے عشق

تاہوس میں ہوس کے مارے ہوئے

ہر کسی کو یہ ہو نہیں جاتا

کسی مجذوب کی یہ بڑ ہوگی

آن میں گھر کے گھر بگاڑے ہیں

عشق بازی نہیں ہو کھیل کوئی

دشمن جاں ہی - یہی محبوب

عاشقوں کا خدا ہی دالی ہے

جس کے دل کا ہے نام و نشان خدا

نہ ہی شان کیا ہو کم حافظ

نیک کام اچھے ، کیے جا کام نیک	بات یہ ہے - کام نیک - انجام نیک
مرحبا اے عشق صادق ! مرحبا	ہر ترا آغاز نیک - انجام نیک
شیخ کیا - تر تاد کیا - دیندار کیا	سب ہیں ساقی تیرے ہی آستان نیک
کیا غنی - کیا بے نوا - کیا پارسا	دیکھنے ہی کے ہیں سب اقوام نیک
تو ہی ابد دل ! اپنے جی میں کر حساب	کتنے بد - کتنے کیے ہیں کام نیک
میں برا ہوں ، کیوں پھیلنے دیں مجھے	میں ترے روضے کے سب قدام نیک
عمر ساری کی گناہوں میں بسر	ہو سکا مجھ سے نہ کوئی کام نیک
کچھ تو دے راہ خدا - نام خدا	چھوڑ جا دنیا میں کچھ تو نام نیک
ہر تری نیکی تو زاہد ! زہد خشک	تجھے ہیں زندانِ درد آستان نیک
ہم بد دل کو بھی کبھی بلوائیے	روز سنتے ہیں صلا سے عام ، نیک

حافظِ عامی کی ہے یہ التجا	
ہوں تو بدتر - ہو مگر انجام نیک	
رہتا نہیں تھی کبھی سستی سے جامِ دل	یعنی مدامِ عشقِ ہر شربِ مدامِ دل
ایمانِ دل میں ہو تو یہ ہے احترامِ دل	اک نامِ کعبہ - اور ہر اک بخش نامِ دل
اللہ جانے کیا ہو - اگر کوئی جوڑ دے	لبریز خون سے ہے جو ٹوٹا ہر جامِ دل

<p>بگڑا ہوا ہر اب تو سہ اسر نظام دل سینے جو گوش دل سے تو سینے کا نام دل آتا جو پھر کے نالہ گردوں خراب دل ہم سے لپکا نہ جاسے کہیں انتقام دل نا کامی دوام ہوئی پاسے نام دل پھر کیوں نہ سسل مفت میں پیچھے نام دل کس روز دیکھیے ہمیں حاصل ہو کام دل</p>	<p>باقی رہی ہر ضبط کی طاقت نہ مبر کی یہ کام گوش سر کا نہیں کوئی کچھ کہے ہم پوچھتے - اثر کا پتا بھی کہیں لا آنکھیں یہ رو رہی ہیں کہ محشر قریب ہی تقسیم کلفتوں کی جو روز ازل ہوئی دو فے تک اپنے دل سے ہر ستا قریب کس روز دیکھیے وہ ہلاتے ہیں سامنے</p>
---	--

دن رات اب یہ جافظ سکین کی ہر دعا
یاد رب شراب عشق سے بھر جا کام دل

<p>کام ہو جا ہمارا - ہیں ہر کام سے کام صبح سے کوئی غرض ہی نہ کوئی شام سے کام نہ کسی غم کا تردد - نہ کسی کام سے کام نہ درائے کی نہ پانی کی - نہ کچھ داسم کام نہ تکلف ہیں نہ اسلام کے احکام کام ہم ترخانم کے بند ہیں - تر سے نام سے کام</p>	<p>اب ہیں چین سے مطلب ہر نہ آرام کام وقت کی قید نہیں کچھ ہیں رنج کے لیے ایک عالم کو ہر رشتہ آپ کے دیوانے پر میر سے یہ یاد کو اللہ سلامت رکھے تیرے دیوانے ہیں - اسلام ہمارا ہی تیرے بند سے جو تیرے - نام کے بند ہونگے</p>
--	---

<p>اوں کو مچانے سے مطلب نہ جو جام کام نہ کچھ آغاز سے مطلب نہ کچھ انجام سے کام ہم سے تگلوں کو نہیں جامہ احرام سے کام جسے کلفت میں جوتا اوسے آرام سے کام</p>	<p>اپنے ساقی کی نگاہوں کے جو توالے ہیں پیش بینی میں سپر آپ کے بیخود کی بلا ہم سے دیوانوں کو میقات کی توجہ بدھ کیسی جس کو غم سے ہوشی اور کس کو خوشی سے مطلب</p>
<p>بے لگی سی یو میں گئی ہر فعل حافظ نے ورنہ انعام کی خواہش ہر نالام سے کام</p>	
<p>آنکھوں میں تپلیاں ہیں گردیدہ نہیں پردانہ شمع کا ہوں مگر بال و پر نہیں کب اُنکو میرے حال زبوں پہ نظر نہیں آنکھوں سے تلو دیکھیں یہ ہر نظر نہیں جو ہوش دو گھڑی ہے پردہ پر نہیں دل کی تو لوٹ پھوٹ میں کچھ کسر نہیں ہم جانتے تھے نالہ دل میں اثر نہیں مانا جگر جگر سی - دل بھی دگر نہیں ڈر بھی لگا ہوا ہی وہ کہیں اگر نہیں</p>	<p>آنکھیں کھلی ہیں سر کی تم آتے نظر نہیں نہم جاں تک ہر رسانی مری محال لطف نظر کہاں جو نہ ہو لطف کی نظر دل میں رہو - پھر کرو نظروں میں شوق کس کام کا وہ ہوش ہے کیا وہ کس اعتبار لے اب تو اضطراب ا ترا جی بھلا ہوا کھینچا جو ایک نالہ تو دل ہو گیا تباہ دونوں کی غیر کیوں نہ سناؤں فراق میں میری بساط سے ہی تمنا بڑھی ہوئی</p>

<p>نغم جو شعلے سے کم ہی سنسٹی کھانڈ لیں ہم آج جلوسے ہیں تیرے حسن کے۔ دل پہیب آئے بے روک ٹوک تشریں ہم غلہ کو چلے رفا یہ ہے کہ دامن ترکو بھی دیکھ کر دنیا میں ہوں میں عاشق رسول مصطفیٰ خلوت میں اک خدا ہے۔ خدا کا حبیب ہے ایمان کی کہیں گے ، ہے ایمان کی یہ بات دیار اور وعدہ دیار دونوں حق کہوں آئیں جائیں اس میں خیالات ماسوائے دانا ہے دل۔ پختہ بھی تو جا کر کہاں پھنسا نادیدہ عاشقوں میں ندیدہ بھی ہے کوئی آنسو ہی پونچھ لیتے کبھی روتے رہتے ہم وحشت سرا ہے گور کچھ ایسی کہ الاماں</p>	<p>کم کھانے سے بھی عمر تو ہوگی بسر نہیں کیا کچھ اگر ادھر ہے تو کیا کچھ ادھر نہیں منہ نکلتے ہیں جو امت خیر البشر نہیں کمبخت آنکھ اشکِ ندامت سے تر نہیں رسولؐی منازلِ عقبہ کا ڈر نہیں کوئی نبی نہیں ہے۔ فرشتے کا پر نہیں ہم تجھ سے ناامید نہیں ، بخاطر نہیں کئی پرچہ بیٹھے ہیں اونچیں کل کی خبر نہیں کوچہ تودل کا عام کوئی رہگز نہیں یہ مرغ نام کا ہے۔ کوئی جانور نہیں کیا آپ کی نگاہ کو اتنی نظر نہیں اتنے سے کام کا بھی یہ دامن تر نہیں محفوظ اس قدر کہ ہوا کا گزر نہیں</p>
--	---

حافظ کو فکر دعوتِ دیدار کی ہو کیا

تم پر نظر نہیں کہ خدا پر نظر نہیں

شوریدہ سرہوں میں۔ مجھے پروا سر کہاں
 ہر کون دل کے آئنے میں۔ تھی خبر کہاں
 حاصل تھیں ظفر تو سفر پھر سفر کہاں
 مجھ سے ہر کیوں جواب میں ذرہ تو آفتاب
 اپنا اتا پتا نہیں اوس انجمن میں یاو
 اوس سے نظر ملی تھی مگر پھر خبر نہیں
 طاقت کہاں مجھے کہ دعا کو اٹھاؤں ہاتھ
 سبب کہتے ہیں دعا سے سحر ہوتی ہر قبول
 اپنی خبر کے لینے کو جاؤں میں دوڑتا
 فقر و فاقہ بغیر کرو عمر پھر تلاش
 دل واپا اپنے دل ہی میں رکھتے ہیں کی بات
 مٹے ہیں اشکِ سرخ کسی کو نصیب ہے
 حاضر ہر دل بھی رہے گا۔ آنکھیں بھی بند ہیں
 جب آئی بخود ہی۔ میں خود ہی نکل گیا
 کیا خاک ڈالیں چاند کے منہ پر شبِ فراق

سودا بکاڑا ہی کہ وہ سنگ در کہاں
 اللہ جا پڑی ہر کہاں سے نظر کہاں
 راحت جو راہِ طیبہ ہی تھی۔ اپنے گھر کہاں
 ذرہ سے کوئی ہے سانسے آپ نظر کہاں
 کہو نکر بتائیں کون ہیں کیا نام۔ گھر کہاں
 ملتے ہی کہو گئی سرقی بھوک کی ذرا کہاں
 مانگوں اگر دعا تو دعائیں ان کے کہاں
 میری شبِ دراز نے پائی بھر کہاں
 کوئی بتا تو دے کہ ہر سیری خبر کہاں
 اس زندگی میں ملتی ہر عمر و گھر کہاں
 ہو جن کا نوکر کیا ہے۔ یہاں شور و فتنہ کہاں
 ہر مدعی کے عشق میں رنگِ اشک کہاں
 ہیں ایسے ٹوٹے پھوٹے چہرے اور گھر کہاں
 ہوتا وطن میں مجھ کو میسر سفر کہاں
 صورتِ ہر تم سے ملتی ہوئی۔ تم مگر کہاں

چھوٹے ہوئے نصیب میں وہ سناٹا کہاں
 کیا دیکھنے لگی تھی - ہو آئی نظر کہاں
 نیچی نگاہ واسے کی پہنچی نظر کہاں
 تقدیر سے پھسل گئی جا کر نظر کہاں
 وہ جہاں ہی ہو امت غیر البشر کہاں
 رکھوں چھپا کے رونے کے دیوار و در کہاں
 فخر البشر ہو تم - کوئی متسا بشر کہاں
 سادی چلا ہی لیسکے بیاض سحر کہاں
 اس دے اٹھکے چاؤں کس اسپہ پر کہاں

سرور بند کی ٹھوکریں کھانا پھر سے ہزار
 آنکھیں بلائیں لیتی ہیں کیوں اٹھکے بار بار
 ناسور دل نے جھکوا گرایا تھا خاک پر
 دیکھا گیا نہ گنبدِ روضہ - زسے صفا
 محشر میں شور ہی - درِ خنت کھلا نہ ہو
 آنکھوں کی پتلیاں بھی ہیں - دل بھی میڈار
 تنگ بشرہوں میں - کوئی ٹجسا نہیں دلیل
 خورشید بے سوا وادہ دیکھی بھی جڑیں
 میں ہوں امیدوار - ترا در امید گاہ

حافظ خدا گواہ کہ ہوں صاحبِ فرشت

آزاد کی خوشی ہو یہ - عوض ہنر کہاں

سرِ محشر کہیں بلکا نہ ہو پتہ - گراں کر لیں
 نبی سے جو کریں وعدہ - خدا کو دریاں کر لیں
 مری تسکین ہو جائے اگر تمہارے وہاں کر لیں
 کسی دن دلِ خستہ میں ادن کو کہاں کر لیں

بدی - نیکی - جو کرنی ہو وہ جی بھر کر کہاں کر لیں
 خدا سے جو دعا ہو - واسطہ میں میں ہی کا ہو
 کیے جانا ہوں پیسہ اتنا اپنی شفاعت کی
 دلِ ادا کا ہو نہ پڑھنا یہاں آنکھیں ہوں ٹھنڈی

ہیں دنیا کے مسافر اور ایک تدبیر خیز دل ہے
 تصور باز آتا ہے۔ تو کیا تسکین دل مشکل
 نہیں تھکا کا نوالہ زائرین کو پوسہ اوس کا
 مدینے کو بھی ہم روئے سنا نے جائیے دکھڑا
 نعیمت کا نامک چھڑکیں مرے سے حضرت ناصح
 مرے مجھے میں قسمت سے خزان بلے بہا آئی
 کسی کے دیکھنے کو اپنی آنکھیں بند کرنا ہوں
 مرے سے دشت طیب میں پڑا سپرے بے کفن لاش
 محبت کو پہنچادی ہو کہ لے لے جان عاشق کی

اگر ہر عقل دیں۔ تہذیب و عیش کا دواں کر لیں
اسے خاطر نشیں کرنا ہی چھ خاطر نشاں کر لیں
خوش آمد کر کے دریاؤں کو پہلے مہرباں کر لیں
ذرا شوقِ نغاں کر لیں، ہنسنا اپنا رعا کر لیں
مجھے مثلِ دیاں زخم پہلے بنیادیں کر لیں
جو ہیں اہلِ نظر۔ سب پر سارِ بخیراں کر لیں
نہ دیکھیں مجھ کو۔ آنکھیں بند ہے رازِ داکر لیں
نرسے سے پہل کوئے سیر تکے پوشیاں کر لیں
جدا کی کہنتی ہی ٹھہرو ذرا ہم مجھ جاں کر لیں

بہت کریں تو اسے نقل اندازہ بیان کریں

تجہنیت ولادت فرزند مولانا شاہ نعمت اللہ سیاح صاحب

لائے تشریف نعمتہ الرحمہ
باب کا نام اور فرجہ کا

سید حسام الدین عرف مجملہ میاں
اصل نعمت ہے نعمتِ رحمت
ایک اس نام سے ہر صفت

۵۳ یہ عربینہ ہونی، اسی خصوصیت مقابہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نقل ہے جس میں ان کے لئے ایک اور کلمہ اس کلمہ کے ساتھ ہے کہ وہ ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ان کے ساتھ ہے۔

<p>باب دادا کے گھر کا ہی پوچھنا بھل گئے آج غنچہ سے مراد گلشنِ خاناں پھلے پھولے رہے بادِ بہار ہر سے پر خضر کی عمر پائے یہ فرزند نعمتیں جس قدر میں سب پائے بٹ رہا ہے عطاؤں کا باڑا</p>	<p>فضل احمد ہے - بخشش رحمت آج یہ گھر ہی گلشنِ خنداں اس میں جو فرد ہے - رہے فرحاں ادھر آنے نہ پائے بادِ خزاں عمر بھر خود رہے مسیحِ زہاں اور میں کیا لکھوں چنین و چنناں جموں لیاں بھر رہے ہیں پروچھاں</p>
--	---

<p>ملے حافظ کو بھی صلے میں دعا بنوا ہی گداے رحمتِ خواں</p>

<p>ہو پیسے کا برا بھویوں پکارا - پی کساں اپنے گھر جب دو ہیں رگڑی میں نیچے اڑیاں میرے طفلِ اشک رکھتے ہی نہیں کچھ اور شغل مرنے والے سے تم ہی رہتے ہیں، مر چکے نہیں عشق کے دیوانوں کو ہی آہنی زبور پسند انقلابِ اکبر، دن ستا ہی، پناہاں ہو چنیں</p>	<p>پی کہاں سکر میں خنچ اٹھا کہاں احمد لیا تب لاہی سر گرٹنے کو تمھارا آستان اک سبق رہا کہ جو روز رہتا ہی رواں کاش مرنے پہلے ہی مرنے سے ایسے سخت طمان طوقِ ٹھہرے ہنسلیاں، پاز میں اذنی ٹریاں گردنِ ایام ہی، گا ہے چنین، گا ہے چنناں</p>
---	--

کیا عجیب ، دونوں کو کر کے انقلاب پڑے
 میرا ہوں بخود ، مجھ کو کیا معلوم ، یہ کیا ہو گیا
 تیرے شب بیدار کو نیند آنے کا خطر نہیں
 ہاسٹوں کو پھول بوٹے خالقہ کے یاد ہیں
 خون روتی ہیں وہ آنکھیں جن میں آشوبھی نہ تھا
 صاف تو یہ ہے کہ دنیا میں نہیں ہو خاک بھی
 ہوزبان شکوہ میرا پس ، لیکن گنگ ہے
 آئے ہیں ماتم زدہ جو آپ کے در کے قہر
 گو ہر مقصد سے بھرتی تھے جو دامن حبيب
 کیا کہوں ، کیوں نہ کو آنا ہو کلچا بار بار
 سوتا نہیں ناگمانی ، مجھ کو ہیں گھیرے ہو
 چھانگئی ہو ایک عالم پر خزان بے ہمار

یہ جو قائم ہیں تلے اوپر زمین و آسمان
 میں ہوں دیوانہ ، نہیں مجھ کو تمیز اس وہاں
 دردم دیدہ ، کھلے دروازوں کے پیچھے ہلکا
 بلبلوں کو بربزاں ہو گلستان بوستان
 آہ رنگ انقلاب ، آت سے تری نیرنگیاں
 کس لیے ، دنیا کو چھرتی ہو دنیا خدا کاں
 ہو دامن زخم سینے میں ، مگر ہے زباں
 بیٹھے ہیں اوڑھے ہوئے میلی کپڑی کلیاں
 لے رہے ہیں ہیکماں ، یا بھرے ہیں سسکیاں
 درد ظالم لے رہا ہے دل میں شکیاں
 ادن کا پردہ تھا اتنی ایا بلا سے ناگماں
 مقبرے میں بس گئی جا کر بہار بخزاں

یہ بھی جاتے وقت دھیان آیا ، جیسے کا کس طرح

حافظ بیرست دیا ، بوڑھا ، مریض ، خستہ جاں

تو کسے کتہا ہو پی ، میرا ہو پی احمد میاں

کیتے سپہ سالار ، کیتے کیتے کیتے

جوشِ غم سے دل تہ و بالا ہو، اجڑاؤں کہاں
 گنبدِ مرقد تک آنے کی تو دوپہر دانگی
 دیکھئے، چارہ کشش رہنمائی دینگے یا نہیں
 یہ دوا می پھر کا صدمہ سما جاتا نہیں
 مرگِ عالم کے برابر موت اک عالم کی ہو
 عقل سمجھاتی ہو، مگر کو، صبر کر، بہتر ہو صبر
 ہم تو رو تے ہیں کہ پرہیز کر لیا ہم سے، مگر
 عوس بھی ہو، دھوم بھی ہو، پھر بھی، ننگ بھی ہو
 قدرہاں کی تو دنیا میں سبھی کرتے ہیں قدر
 ہاں، یہ تمسین یاد آتی ہو رہ کر مجھے
 کیا ہیں غما، عمر بھر کی صبحِ خوانی کا صلہ
 مجھ کو نہ وہ، مجھ کو نہ وہ، اسی کا صبحِ غم
 نور کے ترے، دم صبحِ دوم، تاروں کی چھالو
 جیسے گہرا، تھیں خود، مانواوندہ سماں سیکڑوں
 فضلِ رحمتِ اتم ہے تھے خطر بائیں سماں

سخت ہو فریش زین، اونچی ہو سقفت آسماں
 بار بار پر تو گر رہ گیا ہو مرغِ جاں
 مقبرے کی جالیوں میں مرغِ دل کا آسماں
 دل - جگر - کہتے ہیں دونوں، الحفیظ واللہ
 ایک عالم جمع ہو، آجلہ مرگِ ناگہماں
 صبر کرنے کو ہو پتھر کا کلیجا، وہ کہناں
 اُدھ گیا پردہ، جو تھا تیرے، خدا کے دریاں
 ہو تو جوئے کو سبھی کچھ، اک نہیں احمدیاں
 ہمسے بقدروں کا بھی باقی ہو کوئی قدر داں
 یہ تری پیرانہ سالی اور یہ طبعِ جواں
 یوں بنایا آج اپنے صبحِ خواں کو نہ خواں
 ہو چکی وہ رات جو تھی میرے سیر سے دریاں
 اس صفر کی دوسری کو چل بسے احمدیاں
 وہ اکیلا، فضلِ رحمت کا پڑاوندہ میماں
 آگیا اتنا بھل میں کام دل کا آرامِ جاں

<p>بیشتر قطب میں تھے، اب میں قطب ہوں جھوٹی ہیں وجد میں آنکھوں کی دو لڑائیاں</p>	<p>زیر گنہ جا چھپے، لیکن کہاں پہنچا عروج دو منزلوں پر تماشہ کچھ تو دیکھا ہو نیا</p>
<p>دین و دنیا کے الم حافظ کو ہیں گھیرے ہوئے المدد یا فضل رحمن! النیات احمد میاں</p>	
<p>تجھ کوٹھ پٹی کہاں، تجھ کو کہاں احمد میاں دل مرا ہزار میرا۔ میں ہوں دل کا راز داں میرے سر پر چھایا میری آہوں گدھاں مشرکے دن بود ایسا جو جمع ہر پریاں ایک تم ہو فضل رحمن! ایک تم احمد میاں مشرق و مغرب میں تم ہو، ایک پورے عالم نہ پڑے گا اسے چھٹا، دسے چشم خون فشاں رحمت اللہ کو ولیعت دے گئے احمد میاں یو ریاست فضل رحمن! مسند احمد میاں نکد رس ہو جو نسبت کے شرف کا نکتہ عالم اوس میں کیا کیا ہیں حسن اور کیا کیا خویاں</p>	<p>اویسے باہن نے جو پی ہو وہ تو نے پی کہاں ایک دل سلو میں ہو۔ دل میں ہر اک روئے کسا ظلی رحمت تم ہو، تم پر چتر رحمت سیاہاں فضل رحمانی رہینگے ایک جھنڈے کے تلے میں نے دیکھ میں ہیں ایک برج میدق آفتاب شرق سے تانوب پھیل ہی تھا بانی روشنی جانبے پہاڑے ہوئے ہیں راہ موئے کے شہید فضل رحمن نے جو دی تھی کز غفی کی کلید سجدہ کتا ہو کہ یہ سجادہ قبلہ ہو مرا کیا ابوت۔ کیا نبوت۔ کیا خلافت۔ کیا نسب اللہ اللہ اب نہ پوچھو زیب سجادہ ہو کون</p>

دو زبانیں کلک کی ہیں، ایک ہر کلک نہ ہاں
 رحمت اللہ نام نامی، مرد صالح، نوجوان
 تحفہ احمد کا فرزند اور فرزند کلاں
 خانے پر رحمۃ اللہ رکھتے ہیں و دریاں
 ہر کوئی کس چیز کی، رحمت میاں، نعمت میاں
 نعمت اللہ، نعمت اللہ، بے رب گماں
 ہر مریدوں کے سروں پر چاچو بی سیامیاں

خوبیاں گنتی سے باہر ہیں، محاشیہ شمار
 ہر مہین فرزند احمد رحمۃ اللہ علیہ
 اس سے بہتر اور ہوتا کون سجادہ نشین
 جب نمازین ختم کر کے پھیر لے ہیں ہم سلام
 دل میں تھوڑی تھوڑی ہوتی ہیں امیدیں
 رحمت اللہ خود سراپا رحمت اللہ ہر
 رحمت اللہ، نعمت اللہ، احمد، فضل حسن کے فضل

اپنے حافظ کو فنا کر کے بقا دیدیکھیے

مرنے والے کو ہر مرجانا حیات جاوداں

کوئی بھی تم سے سوا پیارا نہیں ننھے میاں
 رہتے ہو تم بات بات اندر ہیں ننھے میاں
 اب جوڑ کیا تم کہیں ہو۔ دل کہیں ننھے میاں
 شاہ جی پوچھو کہاں۔ رہتے ہیں ننھے میاں
 قرب میں تھے سب بڑھکرا لائیں ننھے میاں
 سب دائیں تم کو تر کے میں ہیں ننھے میاں

شاہ جی کے تم ہو سجادہ نشین ننھے میاں
 شیخ کمال شاہ جی سے جب سے پردہ کر لیا
 طہ دن۔ دل سے کیا کرتے تھے خند پیر کی
 یہ طاقت ایسی خودت کس کو مہوتی ہو
 عرف میں چھو میاں ہی لگ کتھے تھے تو کیا
 کیا محبت۔ کیا محبت۔ کیا بگاڑ و دنواڑ

حق سے پاک دولت دنیا و دینِ نفعیہ میاں
اہلِ حاجت سے نہیں کھتے نہیں نفعیہ میاں
بجلیاں نکلوان کی بجھ پر گر نہیں نفعیہ میاں
ایک میں ہوں اک مری جانِ عزیز نفعیہ میاں
زیبِ سجادہ ہیں یارب یو ہیں نفعیہ میاں
آپ ہی سا آپ کا ہوا نشانِ نفعیہ میاں
خوش ہیں کوئی نہ ہوا ندگیں نفعیہ میاں

ہر نقدی پر کا کرتے ہیں شکرانہ ادا
واہ کیا چشمِ مروت سواہ کیا اخلاق ہی
شاہِ جی سے بھکو دلا دیکھے چپ لکڑی دعا
شوق سے کر دیکھے لیکر زیارت پر نثار
ان سے راضی آن خوش ہو شاہِ جی کی روح پاک
آپ کا نورِ نظر بتے میاں چھوٹے پھیلے
آپ کے سب پر بھائی آپ کے سب یار و دوست

سب کے صدقے میں پرانا خادم اس درگاہ کا
حافظِ مسکین فقیرِ کتریں - نفعیہ میاں!

ہم اپنا جگر تھام کر دیکھتے ہیں
تو دنیا ادھر کی او دھر دیکھتے ہیں
دعاؤں کو ہم بے اثر دیکھتے ہیں
اب اشکِ ندامت سے تر دیکھتے ہیں
جو عامی جھڑ در جھڑ دیکھتے ہیں
تصویریں وہ بام و در دیکھتے ہیں

نظر سے ملی جب نظر دیکھتے ہیں
بدھو وہ بدل کر نظر دیکھتے ہیں
نہ ہوا ساتھ جب تنگ و سید نبی کا
وہ دامن جیسے ترکیا تھا خوشی سے
خدا سے اونھیں ہشر میں بخشوا نا
نہ ہی جا سے رفتن نہ ہی پاسے ماندن

<p>یہی ساتھ رخت سفر دیکھتے ہیں کہاں ڈھونڈتے ہیں، کہہ دیکھتے ہیں اونھیں حق کا یہ نظر دیکھتے ہیں ملے کب نظر سے نظر - دیکھتے ہیں وہ اوروں کے عیب دہنہر دیکھتے ہیں جوہر دیکھتے ہیں - اودھر دیکھتے ہیں وہ دیکھیں، نہ دیکھیں، مگر، دیکھتے ہیں کہ دل پر تو دل کی نظر دیکھتے ہیں</p>	<p>عدم کے مسافر ہیں - عصیان کی گھڑی نہ ہر شہرگ میں نہ دل میں گہراوس کا کہیں مگر زانیہ میں آتھتی میں کیا شک ہم اس تاکہ میں میں کہ ہوں چار آنکھیں ہیں جن کی نظر میں ہنر - عیب اپنے تصور سلامت، کہیں ہوں بچا ہیں دکھائے کو آئے ہیں دھننگی ہم ہمار کیا، نہ دیکھیں ہم آنکھ سے بھی</p>
---	---

فقط ہر خدا پر نظر ہم کو حافظ

حبیب خدا کی نظر دیکھتے ہیں

<p>اوسے رہنڈ میں گزر دیکھتے ہیں ہم اپنا دل - اپنا جگر دیکھتے ہیں کہ اوس پر تمھاری نظر دیکھتے ہیں ترا دھیان جب بانہ کھڑ دیکھتے ہیں ترا منہ ہم اب اسی اثر دیکھتے ہیں</p>	<p>جو گر پڑ کے وہ رہنڈ دیکھتے ہیں چلا کر وہ تیر نظر دیکھتے ہیں دیا کو نہ کیوں رکھیں آنکھوں میں جن مزہ ہم کو ملتا ہے غصہ کا پروں دھار لیکے اپنا سا منہ - پھر نہ آسٹے</p>
--	---

نظر پر چڑھاؤ - نظر سے گراؤ گرنے میں پڑے ہیں کسی رنگندہ سنائیں نہ آواز - سنتے ہیں سب کی اوسے کون دیکھے جو گھر کا ہی مالک تجلی جو چمکی - تو بولی کہ موسے ! لگی ہیں اوسے آستانے سے آنکھیں کہاں جائیں ہم تیرے کوچے سے اٹھکر کلیم و تجلی کا قصہ نہ پیش آے ہمیں حیرت دیدہ تھی ، وہ یہ سمجھے	نظر کے شناسا نظر دیکھتے ہیں مرے سے وہ بھی نظر دیکھتے ہیں دکھائی نہ دیں وہ ، مگر دیکھتے ہیں جو زائر ہیں - مالک کا گھر دیکھتے ہیں ادھر کو ذرا - دیکھ کر دیکھتے ہیں یہ دو درمیں جو ایک در دیکھتے ہیں اسی رنگندہ گزر دیکھتے ہیں نظر سے ملا کر نظر - دیکھتے ہیں کہ ہم ٹنڈل کی باندھ کر دیکھتے ہیں
---	--

ہنرور نہیں دیکھتے عیب حاوی	ہنرور دیکھتے ہیں اگر دیکھتے ہیں
----------------------------	---------------------------------

تمہیں تو ایک سو میرے میں لگتا ہوں وہ ذرہ ہوں میں کہ خورشید سے چمکتا ہوں دم سوالیہ نیرین - آہستہ تو سہی میں ترکِ شوق کروں نہ ابد و خدا سے ڈرو	نہیں تو کون ہی میرے میں اور کس کاموں وہ قطرہ ہوں میں کہ دریا میں ٹپکے دیا ہوں ابھی تو قبر میں اوٹھ کر نثار ہوتا ہوں خدا کا نام لو ، میں بھی خدا کا بندہ ہوں
---	--

ہیڑول ہستی فانی کا عین ہستی سے
 کلیم شوقی لقا کا سوال ہی آسرنی
 پڑا ہوں اس لیے بیکس، کسی کو رحم آئے
 دعا یہ مانگ رہا ہوں حضور کا رسوا
 لحد میں آگے فرشتے کہینگے لا کھنک
 دکھاتے ہیں مجھے آئینہ - جھک سکتے ہی
 کسی کی چشم سمنگو کا یہ اشارہ ہی
 نظریں چمکاتا ہی کتنی چوٹی کوئی تصویر
 زمین ہند کے پیوند ہوں مرے دشمن

میں ہوں بھی یا نہیں - کچھ ہونو لہن ہو لیا ہوں
 جواب برق نگہ کا کہ میں تجھے ہوں
 کسی کو آئے نہیں - اس لیے ترستا ہوں
 حضور داد و بخشش نہ جا کے رسوا ہوں
 کہ یار غا پر پیمبر کا نام لیا ہوں
 کب آئے کو میں سکتے ہیں دیکھ سکتا ہوں
 میں بے زباں ہوں مگر خود زبان گویا ہوں
 ہی بات یہ کہ میں سہاکت ہوں اور گویا ہوں
 عرب میں جا کے مروں - اس میں جتنا ہوں

جو پیش آتی ہے - حافظ! ضرورت اصلاح

تو یاد آتے ہیں مستاز اور روتا ہوں

میں پاسے بیرہنگہ کا دشت گرد چھلا ہوں
 ہزار انگلیں ہیں ایسی جنہیں کھٹکتا ہوں
 مرا ستارہ - نہیں ہی عروج پر تو نہ ہو
 میں کچھ نہیں - تو مر نام تو بہت کچھ ہی

قدم قدم نگہ خار میں کھٹکتا ہوں
 ہزار دل میں چھپا ہوں وہ ایک کا شاہوں
 کہ جو ہروں کا ہوں جھوڑ میں وہ شہا ہوں
 کسی فطریں سنا نا نہیں - وہ غمقا ہوں

نہ ٹھہرے غدر گنہ کا گناہ سے بدتر
 پڑے ہیں اہل زمین زلزلے کے دھوکے میں
 چمک رہا ہے ستارہ یکس کی وحشت کا
 میں جانتا ہوں کہ اون پر خدا کا سایہ ہے
 بنا دے تو ہی مجھے میری بخودی ! اللہ
 ہیں نیکیاں ستر اعمال میں تو گنتی کی
 جب ایک بھی نہیں اپنا - ہزار اپنوں میں
 حضور کرتے ہیں اَلطَّائِفُونَ (۱) ارشاد
 خدا - خدا کی خدائی - حضور کو چاہیے

خطا احاطہ میں کچھ ٹھہر سکتے ڈرتا ہوں
 میں قبر میں جو پڑا کر دے میں بدلتا ہوں
 کہ درے درے کو دعوے ہیں میں بھی صراحتاً
 وہ کہتے ہیں کہ میں خود ہی خدا کا سایہ ہوں
 تجھے خبر ہے - کبھی آپ میں بھی ہوتا ہوں
 گنہ گئے نہیں یاد آتے اگر میں گنہ ہوں
 تو میں ہزار پردوں کا اک پرایا ہوں
 برا ہوں میں - مگر ان کا - تو پھر شر کیا ہوں
 حضور کو بوز چاہوں تو میں کسے چاہوں

امیر و داغ بہت یاد آتے ہیں حافظ !

سناؤں کس کو غزل - داد کس سے اب چاہوں

اے میرے دل پہ چھوٹی سی دھندلی غزل
 جانتی ہے کہ تیرا دل کبھی نہیں
 مرے حق میں یہ جنت ہے - رہوں مان جنت
 یہ سب گنتی عطا ہو گئے - تیرے تونوں میں چن کر

تیرا دل کبھی نہیں جنت میں
 مرے کس کام کی جنت - مرا کیا کام جنت میں
 چنے ہیں خوانِ نعمت بیحد - سرکارِ رحمت میں

<p>آئی! اب دریغ سے نہ گھر کوں پھر لپکا جیتا ابھی تو ہاتھ دوڑائے ہیں داماں و گریبا تک یہ کیونکر ہو سکے۔ میں بے وصال اقلین پہنچ جاؤں میں ہزاروں بھی رازِ محبت کہ نہیں سکتا یہ دنیا ہی تو کر دین کی مصیبت ہو تو کر دین کی گناہوں پر جو سچے دل سے ناوہم کچھ گریاں ہو خدا کی بارگاہ میں سر جھکانا سربلندی ہی نہ سے روئے کا آوازہ گیا رضوان کے کانوں تک اگر وقتِ سوالات نکیرین آگئے مولے یہ میرے سر پہ جاں کا اک تنہائی ترانہ ہی</p>	<p>قدم روضے سے جواٹھے۔ پیرے وہ جگہ جنت میں ابھی تو چاک کرتے ہیں، کبھی سی لینگے فرصت میں یہ کس جی سے گوارا ہو کہ میں مر جاؤں فرصت میں کروں کیا کام از داری شرطِ اول ہی محبت میں مصیبت کا ہر گھر، اسکی مصیبت کس مصیبت میں تو سچے موتیوں کی آب ہوا شربِ ندامت میں تیری سحرانِ ہر سجدہ جو ہو حرا طاعت میں تیرے گنبد کا شہرہ گو خجائے ہر نصرتِ جنت میں خوشی کے مارے میں پھولا سماؤں کا نہ تربت میں کہ جیسے جی چوں روئے میں تو مر کر جاؤں جنت میں</p>
---	--

امیدِ بیم بھی۔ قرآن بھی۔ ایمان ہی حافظ

ہر آیاتِ غضب میں بیم۔ امید آیاتِ رحمت میں

<p>ہیں سے کیوں نہ لے جائیں چھپا کر دل کی خلوت میں نرانی شانِ نیرنگی ہی یہ مولے کی رحمت میں جو تم چاہو تو رحمتِ جلوہ گر ہو آگے رحمت میں نہیں تو پھر کہاں روضہ ملیگا ہم کو جنت میں ہر آنسو جو شِ رقت میں پسینا ہی گناہ میں جو تم چاہو تو عشرت کا مزہ آجا عسرت میں</p>	<p>ہیں سے کیوں نہ لے جائیں چھپا کر دل کی خلوت میں نرانی شانِ نیرنگی ہی یہ مولے کی رحمت میں جو تم چاہو تو رحمتِ جلوہ گر ہو آگے رحمت میں نہیں تو پھر کہاں روضہ ملیگا ہم کو جنت میں ہر آنسو جو شِ رقت میں پسینا ہی گناہ میں جو تم چاہو تو عشرت کا مزہ آجا عسرت میں</p>
--	--

رہے بے چین اب یا نہیں۔ جو کچھ قسمت میں
 گئے روئے کو نہ اُسر کیل کاٹے سے درست کتر
 نزع کم نظر سے دیکھ لو جسرت نکل جائے
 خدائے اونکے دیوالوں پریش ہی نہیں کھی
 زیارت کی نمنا کاش جیتے جی نکل جائے
 وہ مافون الشفا غم ہیں۔ وہ مقبول الشفا غم
 اکبلا گوہر کیانہ ہاتھ آتا ہی مشکل سے
 بڑا گرا ہی بیزگی کا پردہ جو نہیں اٹھتا
 معاصم احمد کا سمجھ میں نہیں سکتا
 یہ نقدِ ناتوانی اور پستارہ گناہوں کا
 گردِ انگلیں غنی ہو کر، غنی لیں فقر کی دولت

دلِ معجزہ ہجرت کر گیا مولے کی خدمت میں
 نہ پایا کیل کاٹے کا بھی کھٹکا راہِ غربت میں
 دلِ حسرت زدہ ہوا ایک لٹاک کی حسرت میں
 خدا چاہے تو سستے چھوٹ جائینگے دنیا میں
 مبادا دم نکل جائے تمنائے زیارت میں
 نجات کو کسی نہیں جسکو ترددِ شہادت میں
 کوئی غوطے لگا کر دیکھ لے دریا و حریت میں
 ابھی ڈوبی نظر آجے کثرتِ زلفِ شہد میں
 خرد کا دخل کب جو پردہ رازِ حقیقت میں
 چلے ہیں قبر سے ہم اٹھکے امیہ رشتہ میں
 کئی کس شی کی ہو مولے! تیری سرکارِ حشر میں

غنیمت ہی ضعیفی میں یہ روزِ طبع اور حافظ

بہت اشعار تم نے لکھ لیے تھوڑی سی فرصت میں

قائے وحش کے ٹھہرے ہو پہل جانتے ہیں

کیسی پرواز، یہاں ہوش اور سے بچتے ہیں

دلِ عشاق جو تکین نہیں پاتے ہیں

رہ گئے سر سے ہی پر روج امیں یہ کہتے

یاں نکیرین! دکھاؤ تو وہ پیاری صورت	اوٹھکے ہم قبر میں قربان ہو جاتے ہیں
زندگی پاتے ہیں۔ مرنے کا نہیں جو طیبہ میں	جیتے رہ جاتے ہیں جو سہد میں۔ مرنے جاتے ہیں
سب خیالات میں پتے ہوتے ہیں بلوہ فروز	رات دن جتنے مرے دل میں خیالات ہیں
کب نظر آئیں وہ سب آئے تصورِ دل کا	دیدہ و دل میں ہی خواب و خیال آتے ہیں
یاد فرماتے نہیں ہم کو۔ حرم کے مالک	حرم پاک کے جلوے ہمیں یاد آتے ہیں
گوریں۔ کوئی نہ اپنا نہ پرایا ہو گا	بیکسی! ایک تجھے ساتھ لیے جاتے ہیں
دل کے آئینے میں بھی آئے نہیں کوئی قرار	صورتِ عکس ادھر آتے نہ او دھر جاتے ہیں
میں ہوں بے تاب تو اں، اوں کی آستیاں لڑاں	کوہ کو ایک پر کاہ سے اوٹھو آتے ہیں

بے کہے جن کو ہر سنے کے برابر جاؤں

وہ سنیں یا نہ سنیں۔ ہم تو کہے جاتے ہیں

اس شکایت کے سوا ہجر میں کچھ کام نہیں	شام کی صبح نہیں۔ صبح بھر شام نہیں
خاک پتھر نہیں وہ دل، نہیں تو حسنِ ل میں	کیا لگینہ ہے۔ اگر نقشِ ترا نامِ نسیمیں
نہ وہ مسلک وہ عقیدہ۔ نہ وہ نہاد و تقوٰے	اب وہ اگلے سے مسلمان وہ اسلام نہیں
خام و بازاریں ہیں ہم تو نہ پرچھے جاتے	کیا قلعہ ہم کو۔ وہ دربار اگر عام نہیں
بورسہ در کی طلب۔ رشوتی ہیں سالی کا	ہو سن بختیہ پر بھگو۔ طرح خام نہیں

خود بخود ہی اوتھیں آئینہ ہمارا احوال	یہ کوئی وحی منزل نہیں۔ الہام نہیں
عرض کر۔ ہو کے نہیں اوس صبا، اوتھ پیام	یہ وکالت ہی۔ کوئی یوس۔ یہ پیام نہیں
آپ ہیں قبلہ دل۔ طائر دل قبلہ نما	اس کی تقدیر میں راحت نہیں۔ آرام نہیں
ای صبا، غیر سے بھاری ہے تجھے ایک سلام	کوئی دفتر نہیں۔ نامہ نہیں۔ پیغام نہیں
اب تو پردے سے خدا رانخل آؤ باہر	آپ ہیں اب تو یہ شتاق۔ یہ ناکام نہیں

سر اٹھانے کی بھی ہم کو نہیں فرصت حافظ
شاعری کام ہی ادن کا جنھیں کچھ کام نہیں

نظر آجائیں وہ بے پردہ۔ یہ منظور نہیں	کہ وہ پردے میں بھی فحشی نہیں دستور نہیں
شہسوار سے آدھی گونیں کوئی سورنہ	بک ترائی نہیں۔ یا برق نہیں۔ طور نہیں
روزن دل سے نظر آئیگا وہ پردہ نہیں	آنکھ سے دور ہی۔ دل سے تو کچھ دور نہیں
اپنے نزدیک فلک دور بہت ہی آہ	تو یہ کرس۔ مرے نزدیک تو کچھ دور نہیں
حسن کا یہ یہ تقاضا۔ چپے بیٹھے رہیے	عشق چپ چپ جا چھپا ہے۔ یہ دستور نہیں
دن سے دھڑکا ہی کہ اب اتنی ہر شبام فراق	بس بلا کا مجھے ڈر ہی وہ بلا دور نہیں
چرخ بھی دور ہی۔ میں صحت مجبور بھی ہوں	چرخ تک آہ پہنچ جائے تو کچھ دور نہیں
اپنے ہی درد کو بیدار سمجھتے ہیں درد	اور کے درد کا ہو درد۔ یہ دستور نہیں

اتیں دیکھئے ہم کو۔ کیسگی دم حشر	حسرت اوس پر ہے۔ اس امت میں جو حشر
حشر میں نشتریں سوں کی شفاعت حق ہے	نہو نافذ۔ یہ وہ فرمان۔ وہ منشور نہیں
بن سے ہو جاتی ہے صحت۔ وہ پی زاری	درد کی تیرے دوا کچھ دل بخور نہیں
نہ ہمت سے مرا کام۔ قیمت ہے۔ مگر	سعی اجاب کی۔ ماجور کہ شکوہ نہیں
بچھو ہونے نہیں دیتے وہ خدا سے رخصت	اوس کو رکھتے ہیں وہ مخدور جو مخدور نہیں
زخم دل کچھ لیم ہوشک۔ نمک۔ یا الماس	بھر سکے اور دواسے۔ یہ وہ تاسو نہیں
کیا عجب ہے کہ یوں معرفت رب بولصیب	غرم جو کیچھ پورا ہو۔ یہ دستور نہیں
عاشق اک پر نہیں کے کیسگی دم حشر	ہم نہیں چاہتے وہ حور جو مقصور نہیں
دشمن پر مردہ چلا۔ مرگ کے سراپا گناہ	بوجھ مردہ سے کا اٹھنا۔ کوئی نر نہیں
بالعید پر غفلت بھی۔ سودی بھی حافظ	ابھی اٹھ جائیں یہ پردہ کو وہ کچھ دور نہیں

حیف، ہی ذکر غلاموں کا شب و روز جہاں

حافظ بے سرو پا کا کوئی مذکور نہیں

نظم جو انجمنِ راہیان میں پڑھی گئی موسوم با سیم تائیخی "فوری نظم نمبر" ۱۱۳۳۵

ہی آمد آمد فصل بہارِ نوا آئیں	ہی فروری کے ہینے میں ماہ فروری
سنہا پر تیرہ کہ ارد سے بہشت آتا ہے	ہر اچھا نظر آپ کا اب تو فرشی نہیں

مشام جاں کو معطر بنائیں گے اگر
 لہری بھندی ہوئی پھولوں گے شاخیں
 ہر سیکڑہ بہار ایک ایک خانہ چشم
 شمیم پچھتی آئی ہر بوے گل کا سراغ
 چہل پہل ہر یہ کیوں، اس لیے کہ پہلی بار
 ہر مرکز انجمن راعیان ہند فقط
 ہر ایک شاخ انجمن شاخوں میں پستی کی شاخ
 گزشتہ سال ہوا افتتاح کا جلسہ
 ترقیاں اسے دن دوئی رات چوگنی پہا
 جو حق پرست۔ حق ندیش۔ نام عبدالحق
 ہوا ہر آج اوسے کے مکان پر جلسہ
 درستی ایسی مصفا، سجاوٹ ایسی دست
 ہوئی ہر آئینہ بندی کچھ ایسی حیرت خیز
 گل ایسے کمرے کہ پھولوں کی کمریے کاں
 بچھائے چاندنی اگر قمر تو کچھ نہیں دور

پرے جمانیکے پچان و سنبھل و سنسری
 جھلنگی شکر کے سجدے کو۔ ہونگی سرسبز
 اسی سبب ہیں مردم وہاں سواد گزری
 نسیم کہتی ہر کلیاں کھلاؤ گی میں ہیں
 ہر پہلی بھیت کا سالانہ جلسہ راعی
 میں جہنی انجمن اور۔ اسکی شاخیں ہیں
 رو بہ یکھند و گما یوں کے اوس میں ہیں
 یہ پہلی سال گرہ کی ہر مجلس رنگیں
 ملے ترقی دنیا۔ ملے ترقی دیر
 ہر پہلی بھیت میں مدت سے بود و باش گزری
 یہ وسعت اور یہ بہت، نہ ہے مکان کو
 کہ فرش پر کہیں چین و شکن کا نام نہیں
 ہر آئینہ ہر خود اک آئینہ دم ترشیں
 پرہے ہر تو کلیاں بھی شرم سے سمٹیں
 جلائے جھاڑ شریا تو کچھ لب نہیں

یہ شناسیانہ ہر سوال فلک تہ افلاک
یہ دیکھ دیکھ کتنی ہر قسمت بیدار
سنا تھا جھوٹے میں بکے خواب محلوں کا
سجنا ہی یوں تو بڑی ٹیم نام سے مجلس
وہ راعیوں کا ہر شیرازہ بند خیر اندیش
وہ جسکا خان بہادر سی - آئی - اسی ہر خطا
وہ آریسل ویرسٹریٹ لا - لیڈ
جو گھر سے چل کے بزرگان قوم آئے ہیں
سب اپنی قوم کے ہزارہ میں فدا کی ہیں
گنے چنے ہوئے ہیں سب بزرگ بحر ہم
تھی پہلی بھیت کی قسمت کہاں - کہاں یہ بزرگ
ہیں یوں تو آدم و حوا کی سب پشت اولاد
غرض شوب و قبائل سے اک تعارت ہر
دعاؤں میں ہر طلب بس دین دنیا کی
ہر کام کی ذہنی دنیا رہے جو دین کے ساتھ

کہ دھوپ کی کبھی ٹپٹے نہ پائے پر چھائیں
کہ ایسی بزم کبھی خواب میں بھی دیکھی نہیں
فقیر خالے میں دیکھی ہر آج شاہ نشین
ہر دیدنی کہ ہر کون انجن کا صدر نشین
وہ فخر قوم - وہ سرتاج عزت و تمکین
وہ والیسرے کی کونسل کا ایک رکن کریں
جو جسکا نام محمد شفیع نقشب
چلے ہی آئے ہیں بیچارہ - بوم تیا نہ کہیں
بھی ہیں انجنین مگر کڑی کے رکن و معین
کہوں میں بحر کہ بحر ہم کے جزیرے نہیں
کیا یہ بندہ احساں کہ تاب نہ کر نہیں
صبر نص ہر کسی کو مجال شرک انہیں
اگر جوان میں ہر آلقہ وہی ہر اکھڑیں
جسے سمجھتے ہو دنیا وہی ہر مذہب دیں
بغیر دین کے دنیا ہوئی تو خاک نہیں

حساب دین کا دنیا سے لیکے جاؤ صاف

میرے سے مال کرو جمع۔ ہو ہو وجہ حلال

زکوٰۃ و حج ہیں فقط فرض مستطیویٰ پر

لگا ہوا ہر ترقی کے بام کا زینہ

خدا کا نام لو بہت سے کام لو بہت یارو

قبائل اور بھی ہیں متفق ہو پس ای کاش

ہم آج اک سخن بیچ سجدی شیراز

سیکھ دیر پڑی زبانی نہ رفت او گم شد

شروعش حافظ شپہ الیاد کر "مخوش"

پس ایک شمر کہ مطلع کنی ہو وہ مقطع بھی

حساب کے لیے لکھا گیا ہے کہ کوئی رائے

ایبڑ حضرت عثمانؓ - ابن عوف نہیں

یہ ہر کیم کی نعمت ہے جو سہولت دیتا ہے

مگر تو باندھو، قدم تو اڑٹھا کے رکھو کہیں

بہنچ ہی جاؤ گے اک روز تاسپہر میں

یہ راہ خوب نکالی ہے تم نے۔ یہی راہ ہے

سنا تیریں بلبلانیں لطیفہ نہ گئیں

ہیں کو خایہ۔ دل سے ہو پریشانی

موسس حافظ بنوری محمد اسے گوشتہ نشین

سناد ہے اور۔ مگر چونکہ طالب تحسین

فلک بکام محمد شفیع و تاج الدین

دعا حافظہ اربعہ اہل ہنرم آئیں:

انٹی اجازت دیں اگر ایکن وضیر انجن

ہم خدا ہی پر ایمان کی قوم کیسی پاؤ جاہ

ہیں شعیبہؑ سے زندگی میں کس قدر غم و غور؟

اک اکین کچ بیج زیاں ہوا بجن میں صوف زل

ایک حدیث زندہ گویم۔ مرد درگورونقن

کیسے اچھا پڑھیں۔ کیسے اربابِ فطن

پہرہ پروردگار کی آفرینش کے لئے ہرگز نہیں آفرینا تھا کہ اس نے

خان بہادر آئریل شاہ دنیا شاہ دیب

پنجاب میں ہر جہت کوٹا اوس کی ہی ہے چھینچ

خان بہادر آئریل میں محمد با شیع

خان بہادر میرنشی شیخ مولانچش نام

اون چار کنوں کے سوا ایک اور گن لو پانچوں

وہ چار اک یہ پانچوں۔ پانچوں میں سستی بیگیاں

یہ پانچ۔ پانچوں گن دیکھ دل سے کچے معتقد

یوں متفق ہیں ہفت نظر۔ یوں متحد نام خدا

ان پانچوں کے حق میں گدگی پنج دقتی ہر دعا

اس ذیل میں ہر دستہ و تاجہ۔ رئیس و ذیلدار

ذاتی لیاقت و کچھ اللہ جانے کہتے ہیں

یہ ایک عمومی قوم کا ہر نیک بھالی قوم کا

بستی کی بستی ہر بستی، کسکی بستی کی کیوں بستی

تعلیم۔ اصلاح۔ رسوم۔ آئین میں صلح و اتفاق

ہر انجمن مہمان کس کی، کون اور کامیابیاں

سرتاج قوم راحیاں۔ نچر زماں۔ فخر وطن

اور کما ہذا لقب۔ ااون کا ادب فرض وطن

سی آئی اسی۔ ہر شہر میں منتخب۔ ممتاز فن

سر اسحاقی ٹوس ہر جاں۔ خان بہادر المیزن

سر خیل تاج القوم۔ تاج الدین مہار۔ ہر وطن

وہ چار اک یہ پانچوں۔ ہیں چار یاری پنج تن

یہ پانچ خود کر بن گیں۔ روح روان انجمن

اک ٹٹھکی پانچ اونٹنیاں۔ چھ کیکیاں پنج تن

ان پانچ کے سر پر ہوں یاد رہا یہ انگن خمبتن

گنتی سے باہر ہیں زمیندار اور لاکھوں اہل فن

قاضی ہر اک مستحق محمد۔ ماہر ہر علم و فن

ہر دم ہر سامی قوم کا۔ پیدا انماں۔ ہر وطن

ہندوستان کے راہیوں کی ہر گزنی ہر جنم

شہرے میں اصل غایت و اصل اصول انجمن

حافظہ حلیم مہترم۔ حاتم کرم۔ ہے رب وطن

<p>تا چرخ روشن گردیا نام خدا نام دهن بچھو بوال اتنی نہیں جو لکھ سکوں کچھ تھملا تکلیف فرما کر پوسے رونق فزاسے انجمن مہاں نوازی کی صفت لکھوں کہاں من و عن صد آفریں احمدی دای منیر بان انجمن جو دیکھنے میں آئے ہیں منظر طفیل انجمن</p>	<p>کوٹھی اڑھائی لاکھ کی جس نے بنائی ذاتی جلسے میں کیا کیا ٹھاٹھیں تفصیل اوس کی کیا کیسے مغز نامور۔ کیسے اکابر قوم کے بالاترین جاسے قیام۔ اعلیٰ ترین چکا و طعام اسی راغبو اتم کو مبارک ہو یہ جلسہ کیا ب آنکھوں کے دل سے چھپے۔ آنکھوں کے دل کی پوچھیے</p>
<p>خاموش حافظ اب کہیں اوگنا نہ جائیں سامعین طول سخن اچھا نہیں۔ ختم سخن کر لے سخن</p>	
<p>گو یا کہ شرابی ہوئی بیٹھی ہر اک شب کی دھن جائینگے جب دنیا ہم لے جائینگے بھیاں بدن بازار سے لے جائینگے دس پانچ گز اچھا لکھن اعداد سے جاں ہو جائینگے روز جزا اعتنائن آیا جھگٹے زندگی بھر یوسف جیاں قید زن کل بے حد میں باغ عدن آج اک بے باغ عدن شکوہ کوئی مریم نہیں جس سے بھرتے زخم دھن</p>	<p>ہر خامشی قفل دھن تانا ہو کیا نذر سخن آئے تھے جب دنیا میں ہم لگتے تھے تن بے پیر سن لیکر گرہ میں نقد جاں ہم آئے ہیں بازار کو اپنوں دھوکا کھا ئینگے ہم پال کو تو چٹائینگے جنت ہو دنیا جس کو ہو زنداں ہو مومن کے لیے دنیا بھی ہے۔ جنت بھی ہے۔ چاہو جسے کر لو پسند درد و بان زخم کا شکوہ کروں تو کیا گلہ</p>

ہر دم ہو پاس الفاس کا۔ ہر دم ہو کفر دم ترا	ہر دم کا آنا اور جانا ہی ہی آدا گون
انجام سے ہو بے خبر اور پا چھل کو داس	بھولو گے اک دن چو کڑی ہو جا سگنا شبہ ہن
توبہ نہ توڑد عمر بھر توبہ کرو توبہ کرو	توبہ کے بدلے توڑ ڈالو ساغر توبہ شکن
پوچھو تو عقل و ہوش سے دونوں میں بہتر کون ہو	وہ ساغر توبہ شکن یا توبہ ساغر شکن
وہ کو نہ دور چرخ سے بہت دیر رکھو بلند	چرخ اک بنا ڈالو دنیا یار نہ چرخ کہن
جو تک قلم ورا نہ پٹہ ہاتھ تنیک قلم بھی ساتھ	شیر زن چین شمشیر تیرہ جاے زن
اب ہمارا کیا اہل قلوب قوم کے امرا ہیں	اپنے بچانوں میں ہی کیا، یا پھوٹ یا بیگانہ پن
یہ کہن کی چیز سے کیوں بھاگتے ہیں نوجواں	رہنا ہی زیر چرخ یعنی سایہ پر کہن
اور ان کا کھڑا دل کا سنگھار اپنی داہرہ شاہ	سزا سزا آئندہ سال محو جاں خویشتن
انگھیلو کس کام میں قنتوں کو ٹھکراتے چلیں	بدستیوں کی چال نے سیکھا تیا مین کا چلن
منڈوا کے دائرہ یوں کہیں یہ تو کھل آئی باج	دنیا میں ننگے آئے تھاب کیوں ہی قید پرین
جو نہ سے کی گفتا فاش وہ نالام۔ دلخاش	تھہرنا مارا کہینہ کر جوابت کی وہ دل شکن
جب نام آئے نار کا۔ کہیں کہ جاکھڑ میں	جب ذکر کس لب تیر کا غنائن غنائن در ہن
میکھے اسیروں نے فضل طلبہ بجانے کے اصول	اڑنے لگے اونچے ہو خود ہو گئے گویا پرن
شاعر ہمارے دن ڈوبے ہیں جن کی فکر میں	ازدھانواں خورشید ہی سپار لقب چاہ دقن

<p>ان شاعروں کے دو عظیم کام ہیں کہ ایک ہی کہن مشکل یہ ہے ہوتا نہیں حل اک تھکا دہن بیٹھے اوٹھے کیسے کمر باتیں کر کے کیا دہن یعنی سفر اندرون خلوت درون انجمن ملک لیاں جانیے جہ الوطن - حب الوطن لاؤ نعم - لم ادرین - حرفین قلو - ماومن اک اتفاق اک انجمن درین میں گویا جان و تن نکلیگا اک دن ان یتیموں میں کوئی درمندن</p>	<p>سہتی ہر اک انسان کی ٹھہری میان دو قدم وقت یہ ہے کھتا نہیں اک عقدہ موسے کمر اون کا نگارنا نہیں سختی کش کوہ سُرین یار و نبویوں دستکار دستے بجا و دل بیار گھر بیٹھے نیکی کیجیے - گھر کے کوئیں میں ڈالیے باہم کرو یوں اتفاق آنے نہ پائے دریاں دل میں اگر نہ چاہے بال - چلتا تو کیا جینا حال بچے جو پھر تہہ پس تہہ لے ہو اون رکھ کھاد</p>
--	---

<p>رہبر وہ شاد و باہر اور رکھے دعا میں مسجد کو یاد نام و تخلص ہی مرا حافظ خلیل الدین حسن</p>	<p>اہل سخن کو یاد ہی پتھر کی یہ کلبہ دل بھی سخن پذیر سخن بھی ہو دل پذیر</p>
<p>تازی ہو یا فارسی سب ملے چھڑو ماومن لایا ہوں گلدستہ بنا کر میں سیرا انجمن اہل خرد - اہل نہر - اہل کمالات - اہل فن</p>	<p>دوسرا جنب ہی سہی دو دلوں کی جان و دوتن کانٹا کسی محل کا کہیں کھٹکے نہ دل میں نکھیں سورث تھارے کون تھے یکیسے تھے کچھ معلوم ہی</p>

تحریر میرا تھا وہ اثر جس سے لگے پھر کو جو اس
 تھی سچ بھی تھا کیا بخل کے تھے گھر کی جگہ بھی
 روشن تھے لاکھوں شہوداں جو انجمن میں اب اس
 ایسے لگے جب سو گئے۔ نعم سے مفلس ہو گئے
 جب کہ تھکا تھکا گھر میں تھا فضل و نیر سب کھو دیا
 کیس خواص تھی ہوا۔ کس زور کا اندھڑ چلا
 پھوہوں میں پھول ایسے پڑے۔ کاٹے ہی کاٹے گئے
 ہم دبے پتلے پند تفاق۔ کہیں جو باہم اتفاق
 وہ سلطنت ہوا کمال خود ہی شریک اتحاد
 یہ اُپہ مادر کار و ایم اکثرے درکار نیست
 کتنوں کو ہر دستگی۔ کتنوں کو خالی دل لگی
 ہم کو تو آئیں میں نظر دو اکھوں دوہیں بشر
 ہر دستگی کی زیب و زین حافظا کریم الدین۔ بین
 آسے دودل گر یک شود خود بشکند یک کدہ را
 یہ سلم سکوں آگے۔ نگاہی۔ جھوکا۔ بے نوا

خامہ وہ پختہ کی کا تھا یا نیزہ خارا شکن
 یا پکے فرش خاک پر سوتے ہوتے سنگے بدن
 انگشت حیرت دردناں ہی انجمن کی انجمن
 دیکھو تو انجمنیں کھول کر کیا ہو گئے تم دفعہ
 ترک تھارے باپ کا کھاتے ہیں اپنا وطن
 پھولوں کی خوشبو کی طرح سب او گیا رنگ چین
 یا ہر زراں اندھڑاں۔ یا تھا چین اندھ چین
 اک انجمن کی پنج اونچیاں ہو جائیں گھر کشتی زن
 قائم ہو چکے عہدیں یہ اتحادی انجمن
 مصداق اسکی ہر ہماری اتحادی انجمن
 کتنوں کے دل کو ہر لگی۔ کتنے ہیں کن انجمن
 اک دست کا منتظم اک ہی دبیر انجمن
 صاحب۔ یہ دو جوان۔ پیارا دبیر انجمن
 کا ہے برادران ہو جب۔ کا ہے کو ہو پھر کہن
 لقمے کا منہ نکلتا دہن۔ دھجی کو لپٹا نابدن

ابنا لگا تھا آسرا لگتا تھا منہ ہر ایک کا
 تو کہناں کا خاشی کچھ انتہا بھی ضبط کی
 ہر کس کہ دست از جہاں بشوید گو بہ نچراش در دست
 آہستہ آہستہ کی خواہ بھی جو ہر قدر واجب
 قائم کیے کی نرم بھی آتی نہیں اب قوم کو
 اک دن تو آباد اور دیکھ تو آکر اک نظر
 ہر خط دریا۔ ہر خطاویں۔ سیکاس فرا و ثواب
 دیکھ کر میوں کو درم۔ دیکھ امیروں کو کرم
 بچوں کو یوں تعلیم ہو۔ اہمام ہو تفہیم ہو
 الفاظ میں ایسے بہت۔ جیسے ہیں جن کے مختلف
 تفصیل ہوئی و تشبیر۔ اہم حافظ اتنا نہیں
 چل چل چل چل۔ چل چل چل چل۔ چل چل چل چل
 آتش آتش۔ حجر و حجر۔ سیر و سیر
 تدرت و حدت۔ ثلث و ثلث۔ علی علی علی علی
 نفس نفس۔ دق و دق۔ دق و دق۔ دق و دق

تہا نسبت کچھ کہتا تھا اس خاشی خاشی قہار میں
 اب جہاں بھی پہنچی۔ اب ہو گیا دنیا کھنکھن
 سنگ آکے و بنگ کی یوں شکوہ منج و حزن زن
 رہ جاتی ہر واجب چھڑتی۔ اس طرح پس پیشان
 تیری دو بانی انجمن تیری دو بانی انجمن
 کبہ الکتا بندہ ہی۔ کبہ الکتا بندہ ہی
 موزہ نماز۔ انچا چار۔ موزہ نماز۔ موزہ نماز
 کر دے اس امت کو خدا جو ہر شمس علم و نور
 تحقیق سے تحقیق سے لیر کام استوار و نور
 مستعلیٰ اون کو کر تہیں اپنی جگہ اہل انجمن
 ہاں اک نمونہ ہی ہیں حاضر حضور انجمن
 شغل شغل۔ شغل شغل۔ شغل شغل۔ شغل شغل
 عطر و عطر۔ عطر و عطر۔ عطر و عطر۔ عطر و عطر
 عطر و عطر۔ عطر و عطر۔ عطر و عطر۔ عطر و عطر
 سلف و سلف۔ سلف و سلف۔ سلف و سلف۔ سلف و سلف

حق و حق - حق و حق - حق و حق - حق و حق - حق و حق	خج و خج - خج و خج - خج و خج - خج و خج - خج و خج
حافظ خدا سے پاک ہے - جو مانگنا ہو مانگ لے	آمین پر بھائی کسے - جو ہر شریک انجمن
سوئے انتری رحمت اگر اونے شرف بخش کرے	ہو جائے کل دار الشرف جو آج ہی بیت الخیر

ای خالق خیر الامم کویا فیوصا دم بدم
 تگرانی بڑھے گنا گنم - تنگنا فروغ انجمن

ادنی گلی کی خاک ہو - یہ خاکسار ہو	آوارہ کو کبوتر نہ یہ مشت غمبار ہو
چلنے سے - بسکو موت - دکھوں ہو سوانحیر	دولت سے بڑھکے نیست جیسے ناگوار ہو
سب پرچین ہو رہا ہوں تڑپنے کے واسطے	جی کو قرار آسے جو دل بیقرار ہو
ظلمت نظر نہ آسے ہمارے گناہ کی	اننا تو ابیر رحمت پرور - دگوار ہو
کیوں دل میں شچہ نہ جاوے آنکھوں میں کشتہ جا	ٹوٹا ہوا لب کا جو تلوں میں غار ہو
نیکی بدی کرے تو کہاں چھپکے وہ غریب	اک اک فرشتہ جیسے یمن و لیسا ہو
یارب نہ رکھ رواد کہ وہ پیارا ترا حبیب	امت کی مغفرت کے لیے اشکبار ہو
شرم گناہ مجھ کو ہے - نازِ عمل بچھے	زادہ خدا کرے کبھی تو شرمسار ہو
ہوینا بڑا وبال ہے - مرنا وصال ہے	مر جائیں ہم - کسی کو اگر اعتبار ہو
چڑکا وہ دیکھ مارو فے کا قہہ ہرا ہرا	اب تو نہ بیقرار دل بیقرار ہو

حافظانہ آہ کھینچے ایناے درد سے

نازک مزاج ہیں۔ انکھیں یہ بھی نہ بار ہو

دن بھر دعاے خیر ہو شب بھر قیام ہو

خانی بقا۔ فنا ہو۔ بقا سے دوام ہو

جلوے سے کام ہے نہیں۔ کوئی مقام ہو

سوز و گداز شمع کا قفسہ دراز ہو

ہاں شیخ جی انور سے کرو منع میکشی

کیونکر بھروں نہ آہ دم والپسین کے ساتھ

میں تیو بخت ہوں۔ یہ لکھا ہے نصیب میں

جینا یہ نام کا ہے۔ سر جی سے جیتے ہیں

کتنا چلا چین میں کسی کا حرام ناز

مہجور کو رہا یہی رونا تمام عمر

ہم۔ غم کو۔ روز کھاتے ہیں۔ غم ہم کو دیکھیے

پوشہ بھی رنگیا تھا۔ بڑھاپے کے واسطے

مطلوب تیرگی ہے۔ دھونڈا کہ چھٹیا

اللہ۔ میرے واسطے یہ ایشام ہو

سیہ سلوک جلد آتے تمام ہو

جلوہ ہو۔ طور پر ہو کہ بالائے نام ہو

مکن نہیں کہ جیو سے پہلے تمام ہو

لیکن جسے تمیز و علاوہ حرام ہو

جو شوق۔ پیر سے دل میں ہو وہ تمام ہو

مر مر کے ہو جو صبح تو رہے۔ اسکے شام ہو

ہی لطف جب کہ جیتے ہوں۔ مرنے کا نام ہو

چل دیکھے وہ شجر جو بڑا خوش خرام ہو

اللہ! میں تمام ہوں۔ یا غم تمام ہو

اب پہلے۔ ہم تمام ہوں۔ یا غم تمام ہو

جب خود ہی زندگی کا چھلکنا کو تمام ہو

ہیں مجھ کو دونوں ایک۔ سحر ہو کہ تمام ہو

باب الاسلام پر میں جھکا دوں سر نیاز
 سرکار پر درہ پوش ہیں۔ میں بے نوا گدا
 بیتاب کیوں پھرے سگے نیاز فراق میں
 کر دیں شہاب ترک۔ تو کیا پیسے پھر چیں
 کیا صبح کی نوید ہو۔ کیا شام کی خوشی
 شادی کہاں کہ گریہ شادی کی نوبت آئے
 مینا سے دل تو ایک ہی۔ آنکھوں کے جام دو
 آتے ہی ہست ہو گئے۔ ہم اک نگاہ سے
 کاٹی ہو رات یکبسی مصیبت سے الا
 گری ہو خوب عمر تو ساری طفیل عشق
 دیکھا ہی کوئی آپ نے اسی حضرت مسیح
 سر پہ سوار ہی دنیا ہی اک سرا
 کیونکہ پورے شہر ہماری پہنچ۔ اگر
 اُنہ بقیہ دل کہ چھپایا نہ جاے شوق
 لہنے بول حافظ فانی کی یہ دعا

آگے قدم بڑھے تو وہ دارالسلام ہو
 اک فرد خاص کے لیے دربار عام ہو
 دل میں حریم پاک کا جب احترام ہو
 مشرب شرابیوں کا جو مشرب مدام ہو
 رو دھو کے ہو صباح۔ تو مرنے کے شام ہو
 جی بھر کے روئیں ہم جو خوشی کا مقام ہو
 شاید۔ لہو۔ چھڑنے سے ایک جام ہو
 اب ہم کو کیا۔ جو ہم میں ہی دورِ عام ہو
 اللہ ہی جو روزِ مصیبت کی شام ہو
 خوبی ہی جب کہ حسن کے ساتھ اختتام ہو
 باتوں میں شرابِ معنی، مچھلی العظام ہو
 ہی صبح کو بچ۔ رات بھر میں قیام ہو
 مولے کے اید گرد بڑا ازدحام ہو
 پھر ستر او اس پر۔ ادب کا مقام ہو
 احسن ہو یارب اور بقا سے دوام ہو

لہجے اور آستانِ پاک پر سچہ میسر ہو
 نہ خاک دس در کی سر پر نہ سر دس نگ دیر ہو
 ان آنکھوں کو نظارہ بابِ رحمت کا میسر ہو
 مرے دل میں تر اگھر ہو مگر اس سے یہ بہتر ہو
 گھٹا چھائی ہو رحمت کی - خزانے بستر ابد نہا
 لشرابِ روح پرور ہو مرے دل کے پیالے میں
 خدا ہی ہو کہ تیرا بچہ جی بچوں - سیری وہ موت ہو
 دل عاشق تو اک شیشہ ہو - پھر شیشے کی ہستی کیا
 وہ کیونکر چل سکے گھر سے - وہ کیونکر جا روئے تک
 مجھے رکھ دو - یا نزدیک - جو تھک لو پسند آئے
 فنا بعد بقا کیا ہو - یہی ہستی کامٹ جانا
 وہ دیوانہ نہیں - وحشی ہو - جو گھر سے نکل بھاگے
 وہی چکر وہی گردش - وہی وحشت وہی سودا
 وہ کہتے ہیں کہ حجرے سے نکل تو تیس ہم لیکن
 نہیں کھلتے وہ - جب تک ہو نہ جائے کوئی تنہ والا

مری ناپاک پیشانی کا یارب یہ مقدر ہو
 تو اس بیچارے کو صحت خاک پتھر ہو
 یہ دونوں کھڑکیاں ہوں اور اک مجھ کو کج دہر ہو
 ترے گھر میں مرادل ہو - ترے دل میں لگ گھر ہو
 بہار آئی ہو اچھی میری سناں - پھر دودھ سا غر ہو
 مرے دل کے پیالے میں شرابِ روح پرور ہو
 ہزاروں تیز چھریاں ہوں - اکیلی جاں بے خطر ہو
 وہ کیا ثابت رہے پہلوں میں جو ہر وقت مضر ہو
 نہ جسکے ہاتھ میں زہر ہو - نہ جسکے بال میں پیر ہو
 مرے نزدیک بدتر ہو - ترے نزدیک بہتر ہو
 بقا بعد فنا کہتے ہیں اس کو جو نہ ہو کر ہو
 وہ دیوانہ ہو عاقل - شرع کی حد سے جو باہر ہو
 برابر اون کے شدیدائی کو ہو - گھر کو کیا باہر ہو
 قیامت ہو - اگر محشر سے پہلے اور محشر ہو
 نہیں جیتے وہ - جب تک چپ کوئی نہ باہر ہو

<p>دکھاوے شانِ قدت کی کہ یہ نفاس تو انکس ہو کہ مجھ سا مردہ دل افسردہ دل بیوں گس تر ہو خنابو۔ یا بقا ہو۔ کوئی ہو۔ مجھ کو برا ہو</p>	<p>تدبیر و قادی الہ تو ہے۔ مقتدر تو ہے بیوہ سیں قادی کی دیکھ لو زندہ کرامت ہے فنا ہو کر فنا سے پیشتر پہچاؤں میں ایسا</p>
<p>آتش منظر تھی ماجد میاں کو در نہ ای حافظ اب اس قابل کہاں تو بوشریک بزم افروز</p>	
<p>پھر وہی دور چلے اور وہی پیمانہ بے پیسے مست ہوں۔ صورت ہے مری ستانہ اینڈنی جھومتی انرا تہی ہری ستانہ میرے ساتی کا ہر دن رات گھلا سیانہ دل میں تقوٰی ہے ہو مگر منع رہے ندانہ شمع پروانہ ہے۔ شمع کا میں پروانہ اپنے سب اپنے بچاؤں کا ہوں میں بگائے مجھ کو دیوانہ وہ سمجھیں، میں اونٹیں دیوانہ راستے میں نہیں دنیا ہے مسافر خانہ دھونڈتا ہے مجھے تقدیر کا دانہ دانہ</p>	<p>آج گھٹنے کو ہے بعد ارضیاں میخانہ چھل گئی کس کی نگاہ جھکے چھلا را جھکا کہ دور ندوں سے کہ پھر باد بہاوی آئی عام ہر فیض۔ کسی وقت کسی پر نہیں بند لعل گوڈر کا بنے جوہر ایماں میرا شمع بجھ پڑو تقدیر میں نقدی اس پانہ جب سے اپنا مرے مولے سے بنایا جھکا ہر مزہ۔ چھپ چلی جاوے خرد و حاووں سے اصل منزل تو عدم کی ہے پرانی بستی پتھر پتھر کی ہے مجھے زندہ مقدس کی تلاش</p>

میں ترسے عشق کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا	تو ہی مصشوق ، ادائیں تری مشق خانہ
بانتا جب ہی کہ رہ درسم رہے پوشیدہ	دل خدا خانہ ہو ، دل میں ہو خدا خانہ
اب تو ہی کھول کے جی بکھر میں تھا بھی نہیں	کہیں لبریز نہ ہو جا سے مرا پیار نہ
اب تو اشار بھی کتنے ہوئے جی دڑتا ہی	عشق کا راز نہ ہو جا سے کہیں فسانہ
خود فراموش بننا دہنگی تجھے موت کی نیند	یاد رہ جائیگا دنیا کو مرا افسانہ
بھٹکوا لہجہ پوچھے - تو یہ کہہ دیں سکر	جانتا ہوں میں اسے - یہ ہی مراد پوانہ

ایک تافطاً کو بھی ہو لینے دو ہند موٹے

لاکھوں پروانوں میں ایک اور سی پروانہ

نماہر پر کیا رنگ میں شاندار ایسی ہی	نماہر ہوئی - ظہور ہوئی - مصطفیٰ ہوئی
وہ اور خوش نصیب ہیں جن کو شفا ہوئی	بیمار غم کو زہر ہوئی جو دوا ہوئی
پیری سے پوچھتا ہوں جوانی کو ، وہ بھی یوں	کیوں صبح غم اور میری شب عیش کیا ہوئی
ہوسہ دیر حضور کا سجدہ تھا شکر کا	بیٹھے اوشھے - نازِ تحیت ادا ہوئی
ہاتس تبوں کی سنتے تھے آگے ہزار ہا	اب مٹھ سے بولتے بھی ہیں بات کیا ہوئی
بے موت مر گیا میں کہ تھا در و لا دوا	نی بیان اونکی موت نے جنکی عدا ہوئی
دل کو سنبھالیے کہ جگر کو سنبھالیے	زلزلت ووتا سنورتے ہی دہری بلا ہوئی

اک نامراد عشق کے سرسب خطا ہوئی	ہر حسن پاک صاف چلو فیصلہ ہوا
پردے سے تاک جھانک - کپکپی خطا ہوئی	دیکھا جو حسن کو - یہی عشق کا قصور
آخر چڑوٹنے کی صدا تھی وہ کیا ہوئی	ٹوٹا تو پھوٹے تنہ سے نہ کی دل آہ بھی
مشک کشا کی یاد بھی مشک کشا ہوئی	مشک کشا تو دستِ خدا سے قدیر ہیں
مشکل نئی یہ اور صبا ! رونما ہوئی	ردے نہی سے اوٹھ نہ سکا گوشہ رونا
ستریں جو اک طبیعت ، درد آشنا ہوئی	مل جائیگی مقابل صد داد ایک داد
جس وقت مل گئی یہ ٹھنڈا لی - شفا ہوئی	تسکین دیتی ہر تپِ فقرت میں آہِ مرد

حافظ وہ فکرِ شعر کرے جو سب بے فکر

مکروں میں فکرِ شعر ہو بھی تو کیا ہوئی

قیدِ حیاں - کبہ دل چاہیے	مکنہ و طیبہ کی منزل چاہیے
اک نبی - اک خلوتِ دل چاہیے	قیدِ کچھ دوری حضور کی نہیں
کچھ تو آخر حدِ حاصل چاہیے	کچھ تو ہو عشق و محبت میں امتیاز
کوئی قاتل - کوئی بسمل چاہیے	یہ نہ ہو تو بے تکلف ہیں حسن و عشق
امتیازِ حق و باطل چاہیے	حق تو حق - باطل ہر باطل حق یہ ہر
وہ نہ کہنے پائے تجھ دل چاہیے	کر دیا پہلے ہی نذرِ دلہری

<p>اوسکو خالی غلویتہ دل چاہیے تم کو اک بے آرزو دل چاہیے جس کو دل کہتے ہیں وہ دل چاہیے اک رحیم - اور دل کو عادل چاہیے</p>	<p>اک تصور ہے تکلف سے بری دل کو رہتی ہے تمھاری آرزو عشق جس دل میں نہ ہو وہ دل نہیں ہم تو مجرم ہیں - ہمیں غلویتہ حساب</p>
<p>کیا پھر میں جاؤں کلام بے نمک کچھ تو پاس لطف محفل چاہیے</p>	
<p>میں تو اپنے گھر پڑھوں - گھر بیابانوں میں ہے قیصر دین - تاجداروں میں ہے - خاقانوں میں ہے نعمت تکبیر کا اک شور انخانوں میں ہے یہ شرف کیا کم ہے - مولے کے سنا خانوں میں ہے دردِ غم کا تلخ افسانہ کن افسانوں میں ہے دیکھنے والوں کا چہرہ کچھ نگاہوں میں ہے جو کوئی دروازے پر آیا ہے - مہمانوں میں ہے اپنی گوں - اپنی غرض کی عقل دیوانوں میں ہے عمرہ بخشہ مرے دشت کے سپہ سالاروں میں ہے</p>	<p>یانی اب نام میرا خانہ ویرانوں میں ہے پاشا شاہِ دو عالم! آپکے در کا گدا ترک میں تانا دیں - بچتا ہے دغا دین کا گو غلاموں میں نکتا ہے کوئی اونسے غلام کیا سنا کر خراب شیریں میں خلل ڈالے کوئی دیکھیے کیونکر چٹکنے پائینگے رو سے کے پاس ایک ٹھوکر کی تو اضع سے تو محرومی نہ ہو جب چلے گھر سے نکل کر منہ کیا سو سے حجاز جسکو ہر گا اوسکو ہر گا کوئی خطرہ - کچھ ہر اس</p>

حبیب رنگ زادی تھی۔ دل کو چھین تھا لے لیں تھی
اوپر زلفوں میں چھنا جب سے۔ پریشاںوں میں ہے

انجن کو کر دے افسردہ دل افسردہ دل

آج سنتے ہیں کہ حافظ بھی غزل خوانوں میں ہے

سودھ کبریا کی بلند ایسی شان ہے
جو سودھ کی زمین ہے وہ آسمان ہے

تیری ادائوں میں ہے قضا بھی حیات بھی
مرنے سے جی چڑے کوئی کس کی جان ہے

کیوں مرنے کو پھر نے سے پہلے ہی غمزاں
حسنِ ازل میں ایک نئی آن بان ہے

آنکھوں میں تل نہیں۔ یہ ہے عینکِ جمال کی
پہلو میں دل نہیں۔ یہ خدا کا مکان ہے

طبیہ کا شوق ہو تو نہیں کوئی روٹک
اب بھی وہی زمین۔ وہی آسمان ہے

آؤ تو تم کو دیکھ لیں، قدموں کو چوم لیں
آنکھوں میں بھی ہے جان۔ لبوں پر بھی جان ہے

روشنی کو اپنے ہی سے بھلاؤں میں کس طرح
دل کو تو ایک دھن ہے وہی، ایک حیدان ہے

ویران کر کے دل کو محبت نے یوں کہا
ہو کا مقام کب ہے یہ۔ ہو کا مکان ہے

کیا جو گئی وہ ذکر کی نعمت خدا سے روح
بے آب دانہ طائر دل سنبھلے زبان ہے

دکھڑاؤ سن تو بیٹھے مگر دکھ نہ جا دل
روایہ ہے کہ درد بھری داستان ہے

اوس، دیکھ خاک چاٹنے کا پڑ گیا مزہ
نیت، بھر گئی خاک۔ پتھری زبان ہے

اک نذر کو ہیں گھیرے ہوئے شہنشاہِ سخت
تیس دانت اور اکیس زبان ہے

<p>اللہ کا پیام نبی کی زبان پر اب کیا رہا ہے پوست پر یا استخوان پر</p>	<p>اللہ کا کلام جو برحق ہے لاکلام غم نے گھلا دیا ہمیں - دوسرے کھلا میں کیا</p>
<p>حافظ! نبی کے عشق میں لاکھوں ہیں فنا لے دیکھ ایک جان کا اس میں نریاں پر</p>	
<p>جو سر کا بوجھ اتر جائے تو شاید درد سرجائے پیرا زلیست کا شاید اسی صورت سے بھر جائے نہیں ممکن کہ رونے کی طرت اٹھ کر نظر جائے درینے جائے تو مرنے پر اس کو باندھ کر جائے وہ کیا مٹھ لیکے سوئے رونے فخر لیا جائے وہ کس سے راہ پوچھے کس طرف دوڑ کر جائے ترسے مجبور پر جو کچھ گزرتی ہے گزر جائے نہ جاؤں میں دینے - میرے مرنے کی خبر جائے وہ فرش خاک سے چکر شہا شب عرش پر جائے محقر لہر ہے - دربار مونسے میں گزر جائے ہر ڈر حافظ اسبا دا آرزو کے ساتھ گھر جائے</p>	<p>رہ مونسے میں سر جائے تو سر کا بوجھ اتر جائے فراق مٹھ لیں اٹک بیری روز کرتا ہوں ترسے بیمار غم کو کچھ ادب کچھ صدف پر مانے کمر اس واسطے دی ہے جنانے اون کے دائر کو لبس میں اور پتہ اون میں انگلیک لیتے ہی پر ترنما ترنواک دیوانہ ہے بنچو دی بیکس ہے درینے کی جھٹی اور وہ بھی جان کی دشمن حضور میں بلالیں وہ بھی کو، یہ نہ جو یار دیب فلک پہ تیار جس کا آرزو مند قد نبوسی جھک کر قلب رکھ دے نقد دل پر پانچ قسمت سے نکلنے کو ہی دل سے آرزو لکر خدا حافظ</p>

<p>عزیزِ چاک زلفِ معنبر کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں روئےِ انور کے سامنے جاتی نہیں ہی پیشِ تقدیر کے سامنے روئےِ معنبر کے روبرو۔ ترے معنبر کے سامنے شیشے کے لے چلا ہوں میں پتھر کے سامنے بھولے سے کہہ دیا دلِ مضطرب کے سامنے دلِ تھام کر مقابلے۔ اُن کر کے سامنے ہو ہذا غولہ دادِ عشر کے سامنے گاڑیں مجھے تو روئےِ انور کے سامنے طرب لائے روبرو چوں، کوثر کے سامنے</p>	<p>کوئے کی قدر کچھ نہیں معنبر کے سامنے اللہ سے کمالِ تصور کہ اپنے گھر اُن جیسا ہی ذرا قدس کی آرزو کب دیکھیے نمازِ تہمت نصیب ہو اللہ! دل کی غیر۔ دم بوسہِ حجر روشنے کا حل۔ باوصفہ۔ غضبِ کما ہم کر چکے ہیں درد کے صد بول مارا مجھ کو سب کا اور ہی کون آپ کے سوا میں تو بس اوشکوں تو ہو روئےِ کاسنا قدیر ہی کی صحت۔ لبِ پاک کی ثنا</p>
--	--

حافظ کو بھیک میں ہو عطا دولتِ فنا

آیا ہی یہ فقیر۔ غنی گر کے سامنے

<p>نہ نکلے دلِ سودا رنہ کا شیشہ پتھر سے ادھر اشکوں کی بارش ہو ادھر رنگت کا پتھر سے یشیشہ چور ہو جائیگا رنہ دور پتھر سے</p>	<p>نبی کے سناں و عاشق مجھ کو لے پلا گھر سے عجب کیا ہی کہ اتنا کام نکلے دیدہ تر سے تباہی پیکر کی ہی۔ جلائی سنگِ سود کی</p>
--	---

<p>ہمارا دل منور ہو جمال روئے انور سے اتنی ابلجھڑے بارہ عشق جہیر سے بتوں پر چکا کر کے کوہِ دل، فاضل ہو جو گھر سے سلامت دیدہ دل، آپ چھپے دیدہ سر سے نہ نکلنے دل کا آئینہ تمھاری دید کو گھر سے اوتھا کر دیکھو۔ دو چار پر سے رو انور سے گرہ سے کچھ پڑا کھونا تو کچھ دینا پڑا گھر سے</p>	<p>جہاں سے ہو گھپالی ہوئی آنکھوں میں تاریکی نہ ہو جاگائیں لبریز جامِ زندگی میرا خدا کے فضل سے جتنا ہو دل نامِ خدا لیکر مزے لے بیٹھ لٹا کے کے یوں بھی دیکھنے والے نہ نکلو دل کے آئینے سے دیکھو، میں یہ دنا بھلا ابھی نظر رکھ کر جائیگے خوش شیدو و اختر دل جاں چلے زلفِ مستقد کی تنہا میں</p>
--	---

غم میں یہاں نالے بھی ہیں۔ آلسو بھی ہیں حافظ

خلطِ شہرہ پر شاید کہ جو گرے وہ کب پر سے

<p>والِ بنِ والاہ بھی۔ پھر عادیٰ من عادیہ بھی تندرستی بھی ہو۔ طاقت بھی ہو۔ زاہد راہ بھی راہِ رد کو مل نہیں سکتی خدا کی راہ بھی پاگلے راہِ بد سے۔ سیراہ بھی۔ گھر بھی یوں تو کہنے کو نصیری نہ گیا اللہ بھی کہتے ابرو سے سونے ہی عبادت گاہ بھی</p>	<p>حق جو ارشاد کائنات میں کثرت بھی۔ مولاء بھی حاضر درگاہِ جنب ہو مہمہ درگاہ بھی ہو علی مرتضیٰ وہ پیشوا جس کے بغیر آپ کے نقش قدم پر چلے یا مہدی دیں اصل ہیں بندوں کے سونے۔ بندہ سونے ہو تم روئے انور پر نظر کرنا عبادت کیوں نہ ہو</p>
--	---

<p>سن رانی قدر الحق وہ تھے آگاہ بھی آدمی کیا، خوں ہو جاتا ہی آپ چاہ بھی لا اَنَّهُ کہتے ہی۔ ہر فرق الا اللہ بھی آہ بھی۔ فریاد بھی ہی۔ نالہ ہاں گاہ بھی بہت میں شتاق ہی۔ یہ بہت درگاہ بھی صدمہ ہاں گاہ بھی ہی۔ آفت نالہ گاہ بھی آگ لگ جاتے تھے کہ جو کی ہو آہ بھی دیکھو، خالی ہی جھولی، کچھ خدا کی راہ بھی</p>	<p>آنکھ جب کھولی تو دیکھا رو پاک مصطفیٰ نون روزنامہ۔ جو سنتا ہی علی کا درد دل لاشے کے بعد واجب ہی۔ کہوں الا علی دل کا کٹھن کیا تھا یہ فقیر درد مند لاکھوں بہت میں شرف آپ کی درگاہ سے ضبط کی کچھ مدھی ہی، میں ہوں شہر پھرتا ہوں آنکھیں پھوٹیں، آنکھ سے آنسو چھپکا ہو کوئی کھاتے پیتے کھاتے پیتے میں تمہارا ہی دیا</p>
<p>لائے حفاظت۔ رنگ مجس کا جانے کے لیے منقبت وہ جس کو سنکر راہ بھی ہو آہ بھی</p>	
<p>میں تو رکھ دوں شاہرگ اس شہر کے سامنے چوٹ۔ آئے تو کسی سینہ سپر کے سامنے جل اٹھی آتے ہی ناسور جگر کے سامنے دل پیالہ بن گیا خون جگر کے سامنے اک پیالہ رکھ لیا ہی اور بھر کے۔ سامنے</p>	<p>چھائے چھپکیں اون کے خار ریزہ کے سامنے اصل کیا صدموں کی ہول کے جگر کے سامنے میں نہ کہتا تھا کہ جراح اپنی جی دور رکھ ڈرنا تھا میں کہ گر کر مل نہ جائے خاک میں اک پیالے سے نہیں چھپکنے کے ہم تلخاہ نوش</p>

کیوں نکلاں رکھ دیا زخم جگر کے سامنے
 رنگیں دم سا دکھ اولٹے اثر کے سامنے
 یہ بھی کچھ مشکل ہر اک شوریدہ سگر سامنے
 کاش اک چلتی پھری ہوتی جگر کے سامنے
 چیر کر دل کیوں نہ رکھ دوں چاروگر کے سامنے
 دل کا دکھاروتے ہیں بادِ سحر کے سامنے
 ابر تر بھیرتا ہر پانی چشمِ تر کے سامنے
 رنگیا منہ سوکھ کر دماں تر کے سامنے
 اور دھندلا ہو گیا دودھ جگر کے سامنے
 کیا حقیقت ہر مری - بادِ سحر کے سامنے
 بھگو قسمت لائی اوس بالِ نع نظر کے سامنے
 ہر کوئی رکھتا ہر چیز اپنی - نظر کے سامنے
 خوب پنچا میں ترے دیوار و در کے سامنے

خوب چٹوڑے بھرے نہیں سسکے جھٹکے
 زور میں سیدھی گئی فقی چرخ کو آدھ سحر
 سنگِ در کو توڑ دالے اپنے سر کو چھوڑ لے
 دونوں ہاتھوں سے کلیجا تمام کر بیٹھا ہوں میں
 اُس سے بیدردی، اتفاقاً اور ضبطِ درکھا
 اونچے پنچا لے نہ پنچا لے - مگر ہم روز روز
 چشمِ تر کو ابر تر کہنا - ہزار طوفان ہر
 حشر میں کوئی بھی آلسو پو نہ چھنے والا نہ تھا
 شامِ فرقت کا اندھیرا اور غلس کا پیرا رخ
 لیچے مجھ کو اوڑا کر میں ہوں اک مُشتِ خبا
 جس سے پوشیدہ نہیں ہر میری قسمت کا لکھا
 میرے دل پر ہر توجہ، ہو کسی جانب گاہ
 دل چھبانا تھا - کھلے کو تھے چھاتی کے کوڑا

ماگتا ہر حافظِ سائل تہی دستی کی داد

ہاتھ پھیلائے ہوئے خوابِ در کے سامنے

اور نہ اسودالی ہوا دیکھے سنگ دیکھے سامنے
 ماضی و غائب ہو ایک اونکی نظر کے سامنے
 آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اونچے اونچوں کی طرف
 خاک کو اکسیر کرنا کیا بڑی سی بات ہو
 دوہرے تنک اٹیریاں رگڑ کر کیا۔ تڑپا کیا
 صبر کے پتے ہوں۔ یا آنکھوں کے پردے چاک ہیں
 پھوٹ کر روئے نہ کیونکر دیدار جو
 تھی حضور جی کو۔ اب ادنیٰ پر ہی دوری کا
 اپنے منہ کو ڈھانپ کر دیا ہوں میں بے اختیار
 یہ بھی کچھ پردہ ہو جو آنکھوں سے پردہ کر لیا
 فضل رحیل! آپ نے جس روز بکھو الیا
 فضل رحیل کو نہیں احمد میاں سا کوئی اور
 صبح مختصر تک مسلا اب دہاں آغوش میں
 تھا جو منظور نظر مگر نظر نور نظر
 داغ، اک احمد میاں اک فضل رحیل سے گئے

قدر سب راقی نہیں اب درو سر کے سامنے
 بیخبر کی سب خبر ہو باخبر کے سامنے
 خاکسار اچھے رہے نیچی نظر کے سامنے
 میرے مرشد! آپ کے فیض نظر کے سامنے
 مرنے والا آج آپنچا ہر مر کے سامنے
 حضرت احمد کے پردے کی خبر کے سامنے
 یا نظر سے اوٹ ہو۔ یا تھے نظر کے سامنے
 جو پس دیوار ہیں۔ تھے پہلے در کے سامنے
 یاد آتے ہیں توجہ کی نظر کے سامنے
 اب بھی تو پہلے پردہ ہر دل کی نظر کے سامنے
 پھرتی ہو تصویر احمد کی نظر کے سامنے
 ہیں رگ جینے۔ رگ رگ میں دب۔ جگر کے سامنے
 تمام آخر یہاں رکھا نظر کے سامنے
 اور سکو رکھا کچھ خلوت میں نظر کے سامنے
 ایک دل کے سامنے ہو۔ اک جگر کے سامنے

<p>قبلہ رو بیٹھے ہیں دونوں، ہر نظر اللہ پر ہر مراد۔ آباد ہر میری۔ مراد آباد میں رحمت اللہ اور احمد سا بھی دیکھا کوئی مرد رحمت اللہ آفتاب و نعمت اللہ آفتاب نذر کو یہ نظم لایا ہر گلا سے بینوا</p>	<p>رات دن اللہ کا گھر ہر نظر کے سامنے فضل رحل اور احمد کی نظر کے سامنے دیکھے ہونگے بیٹھے پوتے زال بچے سامنے شمس کے منہ پر میں کہہ دوں گا، قمر کے سامنے رحمت اللہ جان شیریں اکبر لہر کے سامنے</p>
<p>ہم مسافر ہیں سفر پر زلیہ۔ ہر قدم ہر سرا ہر یہ منزل پیش حافظ! ہر لہر کے سامنے</p>	
<p>جلد آئی موت، پھر بقدر تو ہوئی گی دھوڑے سے بے خودوں کا مل نہیں سکتا تھا آبرو کا خاک میں ملنا نہیں۔ اکبر ہر کہ چہ گردی چین سے کب بیٹھتے دیگی ہیں آرزو مند دل بے آرزو کب تک رہوں قبر میں کام آئیگی آئینہ دل کی جلا مجرموں سے پرش محشر نکلا کر سامنے اوسکو مرشد کا پیالہ ایک دن آفتہ آئینکا</p>	<p>میرے مرنے جب کہ مر جائے گی خود ہوا ہوئی گی دھوڑے کو خود گم ہوا جیستی ہو جائیگی خاک میں ملنے سے میری آبرو ہو جائیگی جیکر سوئی ہوا جی کو یکہ ہو جائیگی یا اکی کب یہ پوری آرزو ہو جائیگی حب شیر پاک مونسے رو بہ ہو جائیگی دیکھ لینے کچھ تجھے، کچھ گفتگو ہو جائیگی عیکو حاصل بیعت و سہیت ہو جائیگی</p>

آہنگی تجھ کو نظر بے آبروئی آبرو	جب نظر میں آبرو بے آبرو ہو جائیگی
ناخن دیوانگی اس پتن بدن کو نوح ڈال	خود بخود پوشاک عریانی رہو ہو جائیگی
ہوش دلو اپنی محبت اس قدر تاسا زنگ	ساغر دل میں جب آہنگی لہو ہو جائیگی
دارِ فانی ہر تلاشِ عمر باقی کے لیے	کیا کریں گے ، فتم جب اے عمر تو ہو جائیگی
میری چپ کا ایک دن ہو جائیگا چہرہ زور	چپکے چپکے یہ خموشی گفتگو ہو جائیگی
کیا خبر تھی ، قرب حق بھاگنا ہو گا محال	جو رگ گردن ہر زنجیر گلو ہو جائیگی
ہر نمازِ اشتغال قید مسائل سے بری	جیسی پڑھ لو بے تیمم بے وضو ہو جائیگی
اپنی چو کھٹ سے ذرا سر پھولینے دیکھیے	میرے ٹوٹے دل کی پوری آرزو ہو جائیگی
ای تصور تو سلامت ، لاکھ پردہ ہوں تو کیا	ہو ہو تصویرِ شکر رو برو ہو جائیگی
ایک قطرہ اشک کا ٹھہرا جو منظور نظر	ایک موتی کے برابر آبرو ہو جائیگی
اوس گلی کی ٹھو کریں نعمت سمجھ کر کھائیے	آبرو ریزی سے دوزخ آبرو ہو جائیگی
دفن ہونے کو نہ ہاتھ آئی اگر خاکِ عوب	مجھ سے پہلے خاک میری آرزو ہو جائیگی

چہرہ حافظ کی رنگت رنگ لائیگی نیا

اڑ کے روضے کی طرف جانے کو ہو ہو جائیگی

میں ہوں دیوانہ ، سمجھ بھی مری دیوانی ہی

تجھ سے پہلے دیوانہ - داراؤں کی نادانی ہی

پارسى سى نهىں ڀڄسپ زبانِ اردو
 ميرى قسمت ميں هو کيائيل - مجھے بل ٻي تيرا
 ميرے عيبن کو ٻي ڏهان ڪي هو ڪي مير
 سرگرڙڻي سڀي لاکس کو تر اسجدہ در
 جائين کس جيلے سے زاهد در بخشايش تک
 وڃي ديدار ڪي بھو ڪي جو مرے تجھے
 خرقہ فقر مرے حق ميں ٻي شانه لباس
 بوجھ بھاري ٻي ٻي ڪم ڪي نهين منزل بھاري
 اونڪي در کا وڃي چٽھر - وڃي مير اسودا
 ماو ڪال کو اشارے سے دو پارہ ڪرنا
 دو رفيقوان کو مبارڪ هو مدينے کا سفر
 مسڪر دے کوئي غنچه تو هو ٺھڪو ايندا
 کوئي انگا اڙي ڪيا ليڪي بھڄائے اوڙھي
 جو ٽھڪائے سے نہ بيٺي وہ ٻي جھيٽ ل
 تيرے قبضي ميں ٻي جمعيت خاطر ميرى

اصفهاني ٻول - مري تنڻ صفائي ٻي
 مور ٻول - پاس مرے نقش سيليائي ٻي
 چادر اشڪ ٺڄي پردہ عريائي ٻي
 جو مٿاڻي نہ مٿي وہ خط پشائي ٻي
 نہ ڪيا کوئي گناه اس کي پشائي ٻي
 اونھين بھو ڪوئي کي تو سر ڪا وين ماني ٻي
 ميرى ڪلي ٻي وہ بانات ڪر سلطان ٻي
 جو اوڻھائے نهين اوڻھي وہ گرانجائي ٻي
 وڃي ميں ٻول - وڃي ٻي ٻي پشائي ٻي
 نهين اعجاز - تو ڪيا طاقت النساء ٻي
 ايڪ ميں - ايڪ مري بے سرو ساماني ٻي
 دل ڪي زخموں کو تبسم نڪر افشائي ٻي
 لڳا سا فقط اک جامہ عريائي ٻي
 جو سڀي سے نہ سميت وہ پرليستاني ٻي
 تيري مٿي ميں مرے دل کي پرليستاني ٻي

تم وہ لیٹے ہو کہ دنیا میں تمھارے مجھوں	میں وہ مجھوں ہوں کہ لیٹے مری دیوانی ہے
راہِ طیبہ میں نہ توثیق ہے نہ مرکب ہے نہ زر	سروسامان سفر سبک سروسامانی ہے
لوح محفوظ میں جو ہے۔ جو خدا کا محفوظ	سن لو حافظا وہ یہی مصحف عثمانی ہے

ہند میں خاک اوڑھائے نہ پڑا کیوں حافظ	
رات دن خاک دینے کی کبھی چھانی ہے	

کوں کیا میں کیا ہے جماعت علی	گل حق شاہی جماعت علی
وئی خدا ہے جماعت علی	ولی کی دعا ہے جماعت علی
جماعت علی کا علی پور ہے	علی پور کا ہے جماعت علی
مانستہ ہیں دل میں محبت کے راز	امین خدا ہے جماعت علی
سمجھتے ہیں جتنے میں مردانِ راہ	کہ غرور خدا ہے جماعت علی
جتاتے ہیں۔ جتنے میں بالغِ نظر	کہ پہنچا ہوا ہے جماعت علی
سریدوں کے سر پہ ہے چھایا ہوا	وہ ظلِ خدا ہے جماعت علی
جماعت میں ہیں ہمتی مقتدی	امامِ اہلِ کسے ہے جماعت علی
یہ کہتی ہے جڑِ خدا تازے	مرا لاؤلا ہے جماعت علی
نہ کیوں اسے مختلِ بن بن کے خلق	کہ حاجت روا ہے جماعت علی

<p>عجب کیمیا ہے جماعت علی شہ اولیا ہے جماعت علی کہ آلِ صبا ہے جماعت علی تری خاک پا ہے جماعت علی ترا نقش پا ہے جماعت علی مرانا خدا ہے جماعت علی سراپا حیا ہے جماعت علی خدا میں فنا ہے جماعت علی</p>	<p>غنئی لیتے ہیں اکے قدموں کی خاک ولایت کی دولت فقیروں کو دی عطا پاش بھی ہے خطا پوش بھی لگاتے ہیں جو سر پہل نظر جسے چوتھے چاہتے ہیں مرید پٹری ہو پٹری ناؤ منجھار میں حیا جزو ٹھہری ہے ایمان کا فنا سے منتر ہے ذاتِ خدا</p>
<p>ہندو سے تصور کو ای . بخودی یہ حاقط ہے یا ہے جماعت علی</p>	
<p>کہ اوٹھنا ہی پڑا چل چکے آخر اونی نفل سے نگاہ یاس تو کندے ۔ نہ ہوگی بات لبس سے کوئی چھو کہیں مل جا بھاری صبر کی سل سے تصدق جو تصور پر بھی ہیں جی ہو گئے دل سے وہ لیل ہے کہ صبر کو جھانکنا آتا ہے نفل سے</p>	<p>دعا کیا شیخ کو دی تھی پتلیوں نے جلے دل سے وہ برچھنی کی ان کہتی ہے پھر کچھ خوش شدہ گل ہلا کی کشمکش میں جان ہے بیانی دل سے یہ صورت دیکھ لینگے تو خدا آج کر نیگے کیا وہ جنوں ہے کہ لیلیٰ نظر میں جی بے پردہ</p>

کہاں سے لاؤں پروانوں کی قسمت نصیب کی	جلیں وہ سامنے جا کر جلیں میں دو محفل سے
ہجوم ہائیں آتا ہے ہجوم اشک نکلا ہے	اسیدیں آج رخصت ہوتی ہیں حسرت بکھر دی
کہ ہر سو آپ میں آئے کارستہ کس طرف	ہوا ہوں ہوش سے باہر نکل کر اونچی محفل سے

عدم کو اب نہ جائیں ہم تو حافظ پھر کہاں میں	
ٹھکانا ہی نہیں ملنا نکل کر ان کی محفل سے	

طریقیت کا چشمہ علی پور ہے	تحقیقت کا دریا علی پور ہے
مردیعی کا جمع یہاں کیوں نہ ہو	کہ مجاہد ماوا علی پور ہے
علی کا دولارا جماعت علی	درینے کا ٹکڑا علی پور ہے
وہ قریوں میں ہے سیدِ قرہا	جو اک سیدوں کا علی پور ہے
چونہ شہروں میں شہر اک مدینہ ہے آج	تو قریوں میں قریہ علی پور ہے
ہر عالم تماشا گہ وسیہ گاہ	سراپا تماشا علی پور ہے
پھپی لاکھوں پردوں میں ہے معرفت	اک اون میں کا پردہ علی پور ہے
کلیجے میں عشاق کے گھر کیا	کلیجے کا ٹکڑا علی پور ہے
میں جان دیکر وہ یہ جیتے جی	بشتوں سے سستا علی پور ہے
جماعت علی شاہ پور علی	مشرافت میں پورا علی پور ہے

CALL No.

ACC. No.

AUTHOR

TITLE

URDU

MAULANA
AZAD
LIBRARY



ALIGARH
MUSLIM
UNIVERSITY

-:RULES:-

- 1 The book must be returned on the date stamped
above.
- 2 A fine of Re 1/- per volume per day shall be charged
for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books
kept overdue.